عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا
ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ
۲۰
بیس تراویح
مُصنّف
مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا مبلغ اہلِ سُنّت
حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی
کرمانوالہ بُک شاپ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

وہابیوں نے غنیۃ الطالبین میں تحریف کی
بیس رکعت تراویح کو آٹھ کر دیا
ص 65

عَنِ ابنِ عبّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنهُما

مُصنّف

مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا مبلغِ اہلِ سُنّت

حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

دوکان نمبر ۲- دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042 7249 515

بفیضانِ کرم
حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری
المعروف حضرت کرماں والے
آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ
شمیم باغ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری
منظر بدر طریقت
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری
حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری
حضرت پیر سید صمصام شاہ بخاری
زیر نگرانی
حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
زیر ادارت
حاجی انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی
زیر اہتمام
سمیع اللہ برکت
جملہ حقوق محفوظ ہیں
اشاعت ستمبر ۲۰۰۷
قیمت 40 روپے

فہرست

☆☆☆

انتساب

راقم الحروف فقیر مدنی اپنی اس کاوش کو:

☆ **امام الآمہ سراج الآمہ کاشف الغمہ امام المحدثین والفقہاء جلیل القدر تابعی** سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

☆ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام عاشقاں شیخ الاسلام والمسلمین، کشتۂ عشق رسالت وکیل احناف امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ

☆ آفتاب علم وحکمت منبع رشد وہدایت محدث اعظم، قطب عالم، سیدنا مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ فیصل آبادی

☆ شیر اہل سنت، مجاہد اسلام، استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عنایت اللہ صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ سانگلوی

☆ شیخ طریقت، نائب محدث اعظم پاکستان، نقشہ اعلیٰ حضرت فنا فی الرضا حضرت، علامہ مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ آف سمندری شریف

☆ شہید ناموس رسالت، فاتح نجدیت، قاطع دیوبندیت، مجاہد ملت،
حضرت مولانا ابوالحامد محمد اکرم رضوی صاحب علیہ الرحمۃ آف کامونکی

کے اسماء مبارکہ سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری شریف

حرف آغاز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْد

رمضان المبارک کا مہینہ بڑی عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے اس کی ابتداء سے ہی مساجد آباد ہو جاتی ہیں اور تمام اہل اسلام بڑے ذوق وشوق سے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

عزیز القدر حافظ دلدار احمد رضوی اور قاری محمد اعجاز مدنی صاحب مہتمم جامعہ رضویہ مصباح الہدیٰ نے توجہ دلائی، کہ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر ایک مختصر رسالہ مرتب کیا جائے۔ فقیر راقم الحروف نے مختصر وقت میں یہ رسالہ ترتیب دیا۔ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ مولانا حاجی محمد غوث رضوی صاحب سجادہ نشین آستانہ رضویہ رسلولیہ مظہر اسلام سمندری شریف نے فرمایا کہ وہابیہ بیس رکعت تراویح پر بہت سیخ پا ہوتے ہیں۔ رمضان المبارک کی ابتداء سے ہی اشتہار بازی اور چیلنج بازی شروع کر دیتے ہیں، ان کا رد کریں۔ فقیر نے احناف اہل سنت کے دلائل بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں لکھ دیئے ہیں اور اتمام حجت کے واسطے وہابیہ کے اکابر سے اپنا مواقف ثابت کر دیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائے، اور اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قارئین کرام! یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ وہابیہ خذلہم اللہ سے ہمارا اصولی اختلاف تراویح وغیرہ فروعی مسائل میں نہ ہے، بلکہ اصل اختلاف یہ ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ بے ادب ہیں۔ ان کی کفریہ عبارات اور ان کے مذہب کی حقیقت جاننے کے لئے مولانا محمد ضیاء اللہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (وہابی مذہب) اور فقیر کی کتاب (وہابیت کے بطلان کا انکشاف) مطالعہ فرمائیں۔ ان بدمذہبوں کی صحبت سے بچئے اور اپنا ایمان بچائیے یہ وہی فکر ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور دیگر اکابر کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں مذہب اہل سنت پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

دعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

آستانہ عالیہ رشیدیہ رضویہ سمندری شریف ضلع فیصل آباد

..................☆☆☆..................

تقدیم

یہ دور بڑا پرفتن ہے۔نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، وہابیہ غیر مقلدین خذلہم اللہ عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لئے بڑے زور وشور سے اپنی تبلیغ کے روپ میں دنگا و فساد کرتے نظر آتے ہیں۔

جب کسی سے گفتگو کرتے ہیں، تو کسی ایک بات پر ٹھہرتے نہیں جدھر سے پھنس جاتے ہیں تو دوسری طرف بھاگتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بات کوئی ہو اگر اصول سے کی جائے تو مفید ہوتی ہے، اگر بے اصولی سے کی جائے، تو سوا وقت کے ضیاع کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے فائدے کے لئے طرفین کے مذاہب کے بنیادی اصول تحریر کر دیئے جائیں تاکہ بامقصد گفتگو کی جاسکے اور وہابیہ سے ان اصولوں کی پیروی کرنے پر گفتگو کی جائے۔

وہابیہ کے مذہب کے بنیادی اصول

ا۔ وہابی مذہب میں صرف دلائل دو طرح کے ہوسکتے ہیں۔قرآن پاک اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تیسری کوئی دلیل نہیں ہے۔

آج کل وہابیہ عموماً نیا نعرہ بلند کرتے ہیں،

اہل حدیث کے دو اصول:

(۱) فرمان خدا جل جلالہ (۲) فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہابیہ کے مقتدر عالم مولوی محمد جونا گڑھی رقمطراز ہیں:

برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں۔ ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلام رسول اللہ، اب نہ تیسرا ہاتھ ہے اور نہ تیسری چیز۔ (طریق محمدی ص ۱۲)

(۲) وہابیہ کے مذہب میں کسی نبی اور کسی امتی کی رائے اور قیاس دلیل نہیں بن سکتا۔ اور نہ ہی قابل حجت واعتبار، وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ:

سنئے جناب بزرگوں کی مجتہدوں کی اور اماموں کی رائے وقیاس اجتہاد اور استنباط اور ان کے اقوال تو کہاں، شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں۔ (طریق محمد ص ۴۰)

تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو، اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔ (طریق محمدی ص ۴۰ ص ۴۱)

وہابیہ کے مستند عالم محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

قیاس نہ کیا کرو، کیوں کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے۔

(ظفر المبین ص ۴۰ طبع چیچہ وطنی)

وہابیہ کے علامہ وحید الزمان صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔ (لغات الحدیث ص ۱۳۵ ج ا کتاب)

۳۔ وہابیہ کے مذہب میں کسی کی تقلید امتی کی خواہ امام ہو یا مجتہد شرک ہے وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں، کہ تقلید شرک ہے۔ (سراج محمدی ص ۱۲)

وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں، کہ اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کہ تقلید خواہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو یا خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے۔ (ظفر المبین ص ۴۷)

۴۔ وہابیہ کے جونا گڑھی سے سوال ہوا سوال اور جواب دونوں پیش خدمت ہیں۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی کا باپ حنفی (سنی) ہو کر مرا ہو وہ یہ دعا نہ پڑھے۔ رب اغفر

لی ولوالدی۔

جواب: مشرک کے لئے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ (سراج محمدی ص ۴۷)

تقلید کی تعریف بھی وہابیہ کی زبانی ملاحظہ کیجئے،

وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ

تقلید کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ یہ حکم خدا اور اس کے پیغمبر کی طرف سے بھی ہے یا نہیں۔ (ظفر المبین ص ۴۳)

وہابی مولوی فاروق الرحمٰن یزدانی نے بھی تقریباً یہی تعریف نقل کی ہے۔

(خرافات حنفیت ص ۴۸)

یہ جن کتب کے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں یہ وہابیہ کی مستند کتب ہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ ۱۹۳۷ء میں وہابیہ نے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقد کی تھی جس میں متعدد وہابی علماء کی موجودگی میں وہابیہ کے جید عالم ابویحییٰ امام خاں نوشہروی نے وہابیہ کی علمی خدمات پر ایک تفصیلی مقالہ پیش کیا جس کو وہابیہ نے بعد میں شائع کر دیا۔ اس کا نام اہل حدیث کی علمی خدمات رکھا۔ اس کتاب میں جو فہرست کتب ہے وہ ان کی مستند اور جماعتی کتب ہیں۔ درج بالا حوالہ جات کی کتب کے نام بھی اس مذکور کتاب میں شائع ہیں۔ مثلاً طریق محمدی کا نام مذکورہ کتاب ص ۷۲ اور ظفر المبین کا مذکورہ کتاب ص ۶۰ اور سراج محمدی کا مذکور کتاب طبع مکتبہ نذیریہ ص ۶۹ پر نام موجود ہے۔

توجہ طلب امور

چونکہ مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہو گیا، کہ وہابیہ کے مذہب میں کسی امتی کی تقلید شرک ہے اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے، اس لئے وہابیہ اپنے ان اصولوں پر قائم رہتے ہوئے مناظرہ میں حدیث کی صحت وضعیف اور راویوں کی بحث اور ان کی تشریح وتوضیح میں

کسی امتی کا قول پیش نہیں کرسکیں گے اور نہ قیاس کریں گے، اس لئے کہ کسی امتی کی تقلید شرک اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔اس لئے وہ وہابی حدیث یا آیت کا حوالہ ذکر کر کے وضاحت کے لئے اپنی رائے نہیں پیش کرسکیں گے اور ان کو تقدیر کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث روایت کی وضاحت میں اس لئے کہ یہ وضاحت تو ان کی ذاتی رائے ہے اس لئے جب بھی مناظرہ میں وہابی کسی امتی کا قول پیش کریں تو ان کو ٹوک کر تقلیدی شرک اور قیاس کی شیطانیت سے توبہ کروا آگے گفتگو کرنے دیں۔

اہل سنّت کے اصول:

اہل سُنت کے نزدیک کسی بھی شرعی حکم کو ثابت کرنے کے چار شرعی دلائل ہیں۔

۱۔قرآن مجید ۲۔حدیث رسول ۳۔اجماع امت ۴۔قیاس شرعی

۲۔ ہمارے نزدیک کسی بھی فن میں اس فن کی مہارت رکھنے والے کی رائے معتبر ہوتی ہے، مثلاً دنیوی طور پر ڈاکٹری میں کسی ماہر ڈاکٹر اور انجنیئر نگ میں کسی ماہر انجینئر اور زراعت میں کسی ماہر زراعت اور مسائل میں فقہاء اور حدیث میں آئمہ حدیث اور تجوید میں کسی مجوّد اور گرائمر میں ماہر صرف ونحو کی رائے قابل اعتبار ہے۔حدیث شریف کے صحت، ضعف میں دو اقسام ہیں۔ایک وہ حدیث شریف جو معمول بہ ہے اور دوسری متروک جس پر امت کا عمل ہے وہ صحیح ہے اور متروک ضعیف ہوتی ہے۔

اور پھر آئمہ حدیث کی بھی دو اقسام ہیں۔ محدثین اور دوسری مجتہدین

محدثین کا کام روایت کی سند اور الفاظ سے متعلق ہوتا ہے مگر مجتہدین محدثین کا کام صرف یہ نہیں بلکہ وہ ثابت اور غیر ثابت، معمول ہے، نہیں ہے، حکم شرعی کیا ہے بعد اس روایت سے متعارض روایات اس کا تعارض کا رفع ہونا ان امور کی تحقیق ہر مجتہد اپنے اصولوں سے کرتا ہے۔اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ نے صحابہ کرام کو بنیاد بنایا۔آثار صحابہ نہ ملنے کی

صورت میں انہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں خود اجتہاد کیا اور آپ کے شاگردوں نے انہیں اصولوں کے مدنظر احکامات شرعیہ کو مرتب کیا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک وہی صحیح ہیں، اور اگرچہ کسی محدث نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف ہی کہا ہو اور کوئی متروک حدیث ہے۔ مجتہدین کے فیصلہ کی رو سے تو ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے، اگرچہ محدثین میں سے کسی نے اسے صحیح کیوں نہ قرار دیا ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ محدثین کا کام کیا فائدہ دے گا؟ تو جواب یہ ہیں محدثین نے اسناد کا جو کام کیا۔ اگر وہ نہ کرتے جھوٹے کذاب دجال اپنی روایات کو ٹھونس دیتے سند کی تحقیق میں انہی محدثین کی تحقیق معتبر ہے مگر حدیث عمل میں مجتہدین کی یہی محدثین حدیث پر عمل یعنی فقہ میں کسی نہ کسی امام کے مقلد ہیں آئمہ صحاح بھی مقلد تھے جس کو وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے لحطہ اور اتحاف النہلا میں تسلیم کیا یعنی محدثین بھی مجتہدین فقہاء کے فیصلے کو درست مانتے ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ نے احادیث و صحابہ کے آثار سے کوئی مسئلہ اخذ کیا اور امام صاحب کے بعد اس اثر یا حدیث کی سند میں کوئی ضعف پیدا ہو گیا تو اس میں امام اعظم کا مسئلہ کیسے متاثر ہو گا ضعف تو بعد میں پیدا ہوا غیر مجتہدین کو مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ غیر مجتہد نہ ہی اجتہاد کر سکتا ہے اور نہ ہی مجتہدین کے فیصلے کو ٹھکرایا ہے مسائل کی بھی تین اقسام ہیں (۱) جو کتاب وسنت میں مذکورہ نہیں ہیں۔ (۲) جن کے دلائل معارض ہیں (۳) کسی حدیث میں معنی کے اعتبار سے اس میں متعدد احتمال ہوں اس کے متعدد معانی ہو سکتے ہوں۔

اب بات تو واضح ہے کہ یہ فیصلہ تو ماہر کتاب وسنت یعنی مجتہد ہی کر سکتا ہے۔

وہابیوں سے گفتگو کرتے وقت یاد رکھیں

ایک تو یہ کہ ان کا موقف ان سے تحریر کروا کر دستخط کروالیں پھر ان کے جو اصول درج کئے گئے ان پر ان کو مضبوط کریں کیونکہ یہ ان کی عادت ہے کہ ایک مسئلہ میں بات نہ

آئی تو دوسرے میں پھر جاتے ہیں ان پر گرفت کریں جب تک پہلا مسئلہ حل نہ ہو جائے دوسرا ہر گز شروع نہ کرنے اور جو موقف وہابی تحریر کردیں ان سے انہی الفاظ سے صحیح مرفوع صریح اور غیر معارض حدیث کا مطالبہ کریں۔ یہ بات لکھ لیں کہ وہابی کس صورت میں تقلید سے نہیں بچ سکتے۔ مثلاً ایک وہابی کہنے لگا ہم حدیث اور قرآن سے باہر نہیں جاتے تقلید شرک ہے۔ میں نے کہا حدیث کی تعریف کیا ہے اس نے تعریف کی تو میں نے کہا اب ایک آیت یا حدیث پڑھو جس کا ترجمہ تمہاری یہ تعریف ہو؟ کہنے لگا ایسی تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے میں نے کہا کہ یہ تعریف تم نے کہاں سے کی؟ کہنے لگا محدثین نے کی ہے! میں نے کہا کہ تقلید میں آپ کا مواقف کیا ہے کہنے لگا شرک ہے میں نے کہا کہ تعریف میں محدثین کی تقلید کیسے جائز ہے یا کوئی آیت یا حدیث پڑھو کہ محدثین کی تقلید جائز ہے اور فقہاء آئمہ کی شرک؟ کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی نہیں ہے! میں نے کہا تو پھر تو تعریف میں محدثین کی تقلید کر کے آپ نے شرک کیا لہٰذا آپ بھی توبہ کریں اور نکاح کی شرکریں۔ فکر

لہٰذا ان اصول وضوابط کے پیش نظر اس طریقہ سے وہابیہ سے گفتگو کرنی چاہیے اور اس کو ریکارڈ بھی کرنا چاہیے اور ہر بات پر تحریر اور اس پر حدیث کا مطالبہ کریں تا کہ یہ جس طرح عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہی کے اصولوں پر ان کی ذلت ورسوائی ہو سکے، اور سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ یہ فروعی مسائل وہابیہ دیوبندیہ سے بنیاد اختلاف نہیں ہے اصل اختلاف یہ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے ادب گستاخ ہیں پہلے یہ لوگ اپنا ایمان ثابت کریں دوسری بات بعد میں کریں۔

(وَمَاتَوفِیقِی اِلاَّبِاللّٰہ)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم اَمَّا بَعْد

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یا ایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون o

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جیسا کہ ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تا کہ تم گناہوں سے بچو۔

فائدہ:۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ روزہ قدیم عبادت ہے روزہ سے مقصود پرہیز گاری گناہوں سے بچنا اور تقوی اختیار کرنا ہے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام امتوں میں روزہ بطور عبادت فرض رہا۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام اور ان کی امت پر بھی روزہ فرض رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس دن تورات کے دس احکامات عطا ہوئے، اس دن کے روزہ کی تاکید کی گئی تھی۔ دوسرے صحائف میں بھی روزے کے احکامات موجود تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن جنگل میں روزہ رکھا اور ان کی امت پر بھی روزہ کی فرضیت کی گئی۔

اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں بھی روزہ خاص اہمیت کا حامل رہا۔ قدیم مصریوں، یونانیوں، رومیوں میں بھی روزہ رکھا جاتا رہا، پارسیوں کے رہنماؤں کو بھی روزہ کا حکم دیا گیا تھا۔ ہندوؤں میں برت کے علاوہ بعض روزے رکھے جاتے تھے۔ ہر ہندی مہینہ کی گیارہ بارہ تاریخ کو برہمن روزہ رکھتے تھے۔ دور جاہلیت میں عاشورہ کے دن کعبہ

شریف پر غلاف ڈالا جاتا اور قریش مکہ اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔
چینی بھی چالیس چالیس روزے رکھتے تھے۔

۲. شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی اللناس و بینت من المدی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه و من کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر .

ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ دکھاتا ہے لوگوں کو اور (اسی میں) روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حسن و باطل میں تمیز کرنے کی سوجو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو وہ مہینہ روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دونوں میں رکھے۔

رمضان المبارک

ا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۵، صحیح مسلم ج ا ص ۳۴۶، سنن نسائی ج ا ص ۲۲۹، مشکوۃ المصابیح ۱۷۳، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۸۸ ج ۳، صحیح ابن حبان ص ۱۸۳ ج ۶، سنن دارمی ص ۴۱ ج ۲)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پورا رمضان المبارک کوئی دروازہ ان میں سے بند نہیں کیا جاتا۔ اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات ایک منادی صبح تک ندا کرتا ہے۔ اے نیکی کا ارادہ کرنے والے! نیکی کا ارادہ کر اور زیادہ نیکی کر۔ ساٹھ ہزار گنہگاروں کو

دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور یہ معاملہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ہوتا ہے اور عید کے روز پورے مہینے کے برابر گنہگاروں کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

(صحیح ابن حبان ۱۸۳ ج ۶، سنن نسائی ص ۲۳۰ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۹، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۸۸ ج ۳،

سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۰۳ ج ۴، مشکوۃ المصابیح ص ۱۷۳، جامع ترمذی ص ۱۴۷ ج ۱)

(۳) مزید ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس نے اس ماہ میں ایک نیکی کی اس کو ستر نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے۔ جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا اس کو غیر رمضان کے ستر فرضوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اس کی گناہوں سے بخشش ہے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد کر دی جاتی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۷۳، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۲ ج ۳)

(۴) مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا اول عشرہ رحمت نصف مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۷۳، صحیح ابن خزیمہ ۱۹۲ ج ۳)

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام الریان ہے اس میں سے روزہ دار داخل ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۴، سنن ابن ماجہ ص ۱۱۹)

(۶) ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ جل مجدہ الکریم کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ (صحیح ابن حبان ص ۲۷۷ ج ۶، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۴۱)

(۷) اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

(سنن دارمی ص ۴۰ ج ۲، صحیح بخاری ص ۲۵۴ ج ۱، سنن نسائی ص ۲۳۹ ج ۱، صحیح ابن حبان ص ۲۷۸ ج ۶، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۴ ج ۳)

(۸) حضور اکرم شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے

ایک روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔
(صحیح مسلم ص ۳۶۴ ج ۱)

(۹) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''روزہ ڈھال ہے اور حفاظت کا قلعہ ہے، ہر شے کی زکوۃ ہوتی ہے، بدن کی زکوۃ روزہ ہے''۔

(مشکوۃ ص ۱۷۳، جامع ترمذی ص ۱۵۹ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۹، نسائی ص ۲۴۰ ج ۱، ابن خزیمہ ص ۱۹۴ ج ۳)

(۱۰) احمد مختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ پانچوں نمازوں اور جمعہ سے جمعہ تک رمضان سے اگلے رمضان تک تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اگر کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

(۱۱) روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے، او کما قال علیه الصلوۃ والسلام

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار با کمال کے لئے حاضر ہوا جہاں میرا غالب گمان تھا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں جلوہ گر نہ تھے، پھر مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوا، مگر میں دیدار سے مشرف نہ ہو سکا۔ اچانک محراب میں جہان دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز دکھائی دیئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی قریب ہی حاضر خدمت تھے۔ میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اچانک ایک دل موہ لینے والی آواز سنائی دی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طوبی الـه اس کے لئے خوشخبری ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں آواز آئی طوبی الک یا رسول اللہ ولمن حسام رمضان : یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپکے لئے بھی خوشخبری ہے اور جو ماہ رمضان المبارک میں روزہ رکھتا ہے۔

کچھ دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے علی! تمہارے ساتھ کون ہے صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا کہ عبد اللہ بن مسعود! فرمایا قریب آجاؤ ہم حاضر خدمت ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

مبارک پیشانی چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس دلکش آواز کے بارے میں عرض کیا؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت جبرائیل امین کا نغمہ تھا۔

جبرائیل امین نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے آرہا تھا، کہ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کے متعلق ان سے گفتگو ہوگئی۔ اسی دوران میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس نے لعل وجواہرات اور موتیوں سے مزین تخت کو اپنی پشت پر اٹھایا ہوا ہے اور اس تخت پر ایک شخص بیٹھا ذکر خدا میں مصروف ہے میں نے فرشتے سے اس کے متعلق پوچھا اس نے عرض کیا یہ شخص دو ہزار سال جنگلوں میں عبادت کرتا رہا، پھر اس نے سمندروں میں عبادت کرنے کے شوق کا اظہار کیا۔ اور بارگاہ رب العزت میں التجا کی وہ مقبول ہوئی۔ اس کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا اور اب یہ مصروف عبادت ہے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (طوبیٰ لہ) اس کے لئے خوشخبری ہے تو جبرائیل امین نے عرض کیا کہ طوبی لک ولا عتک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے بھی خوش خبری ہے، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا ایسا با کمال شخص میری امت میں بھی ہے، جبرائیل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شہر عظیم پیدا فرمایا ہے جس کے طول وعرض کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس میں بے شمار فرشتے موجود رہتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں سفید جھنڈا ہے، ہر جھنڈے پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے، اس میں موجود فرشتوں کی عبادت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بعد روزہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے جب ماہ رمضان آتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اس شہر میں جا کر اس عبادت میں مشغول ہو جائیں پہلے فرشتے عرش

پر حاضر ہو جاتے ہیں یہ عظمت ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی خاطر دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، ہر ماہ رمضان کی جلوہ گری کے موقع پر فرشتوں کا یہ تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔

(۱۴) ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کی آمد ہوتی ہے تو منادی ندا کرتا ہے اے فرشتو! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کے گناہ نہ لکھو میں ان کو بخشنے والا ہوں۔

احترام رمضان کا صلہ

علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ:

> ایک مجوسی نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے سامنے ماہ رمضان میں کچھ کھاتے پیتے دیکھا، تو اسے خوب سزا دی اور کہا کہ تو نے مسلمانوں کے سامنے ان کے مقدس مہینے کی عزت وحرمت کو ملحوظ خاطر نہ رکھا، اسی ہفتے مجوسی فوت ہو گیا کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے پوچھا تو وہی مجوسی ہے، مجوسی نے کہا ہاں لیکن جب میرا آخری وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا احترام کرنے کی برکت سے مجھے دولت ایمان سے سرفراز فرمادیا تھا۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۰۷ ج ۱)

قارئین کرام! رمضان المبارک کے احترام کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجوسی کو دولت ایمان عطا فرما دیتا ہے مگر وہ مسلمان کتنے بدنصیب ہیں جو ماہ رمضان کو پاتے ہیں مگر اس کی برکتوں سے فیض یاب نہیں ہوتے۔

ماہ رَمَضان کی وجہ تسمیہ

رمضان المبارک بڑی عظمتوں اور برکتوں رحمتوں والا مہینہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ مختلف آئمہ نے مختلف طریقے سے بیان کی ہے۔ اختصاراً ہم عرض کر رہے ہیں۔

(۱) رمضان رمضا سے مشتق ہے رمض موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں جس سے زمین دھل جاتی ہے اور ربیع کی فصل خوب ہوتی ہے، چونکہ رمضان المبارک دل کے گرد و غبار کو اچھی طرح دھو دیتا ہے، اس سے اعمال کی کھیتی سر سبز و شاداب رہتی ہے۔ اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔

(۲) رمضان ''رمض'' سے بنا ہے جس کا مطلب گرمی، جلنا ہے اس لئے کہ مسلمان ماہ رمضان میں بھوک اور پیاس کی تپش کو برداشت کرتے ہیں اور یہ ماہ مبارک گناہوں کو جلا ڈالتا ہے۔ اس لئے اسے ماہ رمضان کہتے ہیں۔

(۳) جب مہینوں کے نام رکھے گئے جس موسم میں جو مہینہ تھا اس اعتبار سے اس کا نام رکھ دیا گیا، جو ماہ مبارک گرمی میں تھا اس کا نام ماہ رمضان رکھ دیا گیا جو مہینہ موسم بہار میں تھا، اسے ربیع الاول کا نام دے دیا گیا اور جس مہینے برف کی طرح پانی جم رہا تھا اسے جمادی الاول کا نام دے دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴) تورات میں ماہ رمضان کا نام شہر الرضوان ہے۔ اس کا نام انجیل میں شہر الغفران ہے۔ زبور میں اس کا نام شہر الاحسان ہے۔ قرآن مجید میں اسے ماہ رمضان کا نام دیا گیا ہے۔ (روضۃ الواعظین)

(۵) رمضان میں پانچ حروف ہیں ر، م، ض، ا، ن، ر سے رضائے الٰہی م سے مغفرت الٰہی ض سے ضمانت الٰہی الف سے الفت الٰہی نون سے نوال وعطائے الٰہی مراد ہے۔

روزہ کی فرضیت

اولاً عاشورہ کا روزہ فرض تھا پھر ایام بیض قمری مہینے کی تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ کے روزے فرض کئے گئے ۲ھ کو رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے عاشورہ اور ایام بیض کے روزوں کی فرضیت منسوخ کر دی گئی۔ در مختار میں ہے

کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔

(درمختار ص ۸۰ ج ۲)

طلحہ بن عبیداللہ سے مروی حدیث میں بھی ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہیں (بخاری) روزوں کی فرضیت پر آئمہ اربعہ سے سیدی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک شافعی امام احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ متفق ہیں۔ روزہ کی فرضیت پر اجماع امت بھی ہوا ہے۔ (ہدایہ) اس لئے روزہ کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔

روزہ کی تعریف

روزہ کا لغوی معنی ہے کسی چیز سے رُکنا اور اس کا ترک کرنا۔ اصطلاح شریعت میں عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کرنے اور محرمات سے بچنے اور اپنے نفس کو تقویٰ کے لئے تیار کرنے کا نام روزہ ہے۔ (لسان العرب ص ۲۵۱ ج ۱۲، الکفایہ مع فتح القدیر ص ۲۲۳ ج ۲)

روزہ کی اہمیت

قرآن مجید میں اس کا فلسفہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ "کہ تم تقویٰ اختیار کرو" روزہ سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ وہ کون سی طاقت ہے جو کروڑوں انسانوں کو پورا دن سخت گرمی اور دھوپ میں ایک پانی کا گھونٹ پینے سے بھی باز رکھتی ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا تہیہ ہے۔ نماز روزہ جیسی عبادات میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ مسلمانوں میں خدا ترسی اور تحمل احکام کی روح پیدا ہو، اور وہ اسلامی طرز زندگی سیکھ جائے۔ مسلمان تمام مصائب و آلام اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اسے خدا کا خوف اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرم ہے۔ حالانکہ اگر وہ چھپ کر کھا، پی لے تو اسے کون روک سکتا ہے یہ صرف خدا خوفی کا جذبہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے بچپن کا واقعہ

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا بچپن ہے، ماہ رمضان المبارک ہے، آپ کے پہلے روزہ کی بات ہے، دوپہر کا وقت ہے، گرمی کی شدت ہے آپ کے والد گرامی آپ کو ایک کمرے میں لے جاتے ہیں کمرہ اندر سے بند کرلیا جاتا ہے فرنی کا پیالہ آپ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے، فرمایا بیٹا کھالو تم ابھی بچے ہو عرض کیا میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟ والد گرامی مولانا نقی علی خاں نے فرمایا بیٹا بچوں کے روزے ایسے ہی ہوتے ہیں، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ جواب دیتے ہیں ابا جان! جس کے حکم سے روزہ رکھا وہ تو دیکھ رہا ہے والد گرامی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ کو سینے سے لگالیا۔ (مجدد اسلام، حیات اعلیٰ حضرت) روزہ کے ذریعہ یہ تربیت کی جاتی ہے جس طرح ماہ رمضان میں احکامات الٰہی کی بجا آوری کی ہے اسی طرح سارا سال اور زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی خدا تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کرے۔ روزہ میں جسمانی روحانی فوائد ہیں۔ طبی نقطہ نظر سے بھی روزہ قوت و طاقت کا ضامن ہے ارسطو اور فیثا غورث وغیرہ کے نزدیک تزکیہ قلب اور دماغ کی صفائی کا بہترین علاج یہ ہے کہ انسان بھوک پیاس اور خواہشات کی تکالیف کو برداشت کرے۔ اس سے خیالات میں پاکیزگی اور جذبات میں طہارت پیدا ہوتی ہے۔ تمام فلاسفر اطبار اس عبادت کی اہمیت و فوائد کیمعترف ہیں۔ روحانی فوائد کچھ بیان ہو چکے جو کہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

رمضان کی ابتداء

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ چاند دیکھ کر رکھو، اور چاند دیکھ کر افطار (اختتام) کرو اور اگر بادل ہوں تو تیس کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری)

صیام رمضان کی گنتی

رمضان المبارک کا مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک میں ۲۹ روزے ۳۰ روزوں کی نسبت زیادہ مرتبہ رکھے ہیں۔ امام ترمذی نے کہا اس کے متعلق متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات منقول ہیں۔

نیا چاند دیکھنے کی دعا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ. (مشکوۃ شریف)

اس کے علاوہ بھی دعائیں احادیث میں مذکورہ ہیں۔

روزہ کی نیت

نیت کے بغیر روزہ نہیں ہوتا، اور نیت کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اگر زبان سے نہ بھی کہا دل میں ارادہ کر لیا تو روزہ ہو گیا البتہ زبان سے نیت کرنا جائز و مستحب ہے۔ نیت زبان سے کرنا ہو تو کسی بھی زبان میں کر سکتے ہیں۔

سحری

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل باعث برکت ہے۔ سحری نہ کرنے کے باوجود روزہ تو ہو جائے گا البتہ کر لینا سنت و مستحب ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کیا کرو، اس میں برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسند احمد کی روایت میں ہے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

سحری کا محبوب کھانا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! مومن کے لئے سحری کا بہترین کھانا کھجور ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

ہمیں چاہیے سحری کھانے میں کھجور کو بھی شامل کرلیا کریں تاکہ مزید برکت حاصل ہوجائے۔

سحری کا وقت

یہود و نصاریٰ رات کو سونے کے بعد کھانا پینا حرام جانتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں یہی حکم تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی کہ صحابہ کرام میں اگر کوئی افطاری سے قبل سو جاتا، تو ساری رات اسے کھانے پینے کی اجازت نہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت قیس نے روزہ رکھا بوقت افطاری اپنے گھر میں بیوی کے پاس آئے اور کھانا طلب کیا بیوی نے عرض کیا کہ میں تلاش کر کے لاتی ہوں۔ بیوی واپس آئی تو وہ سو چکے تھے۔ دوسرے دن دوپہر کو وہ بے ہوش ہوگئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس کا تذکرہ ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (احل لکم لیلة الصیام الرافث الی نسائکم اور یہ بھی آیت نازل ہوئی وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود) صحابہ کرام بہت خوش ہوئے۔ (بخاری)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سحری کیا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے۔ (سنن کبری ص ۲۳۶ ج ۴، مشکوۃ ص ۱۷۵، ترمذی ص ۱۵۰ ج ۱، نسائی ۲۳۴ ج ۱، دارمی ص ۸ ج ۲)

سحری کا وقت طلوع فجر تک ہے۔

وقتِ افطار

روزے کا وقت غروب آفتاب تک ہے جب سورج غروب ہو تو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ بخاری مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اس متعلق مروی ہے۔ سحری میں تاخیر کرنا اور افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

اس کے متعلق بخاری، مسلم اور دیگر کتب حدیث میں احادیث مروی ہیں مسلم شریف میں حدیث ہے اس وقت لوگ خیر پر رہیں گے جب تک سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

افطار کی دعا

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ افطار کر لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ :

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

یہ دعا قبل افطار ہے یا بعد افطار اس کی تفصیلی تحقیق کے لئے سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے رسالہ العروس المعطار فی زمن دعوت الافطار (مطبوعہ مسلم کتابوی لاہور) میں ملاحظہ کریں۔

افطار کس چیز سے کرنا چاہیے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور یا پانی سے افطاری فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں برکت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ)

روزہ نہ رکھنے کا شرعی عذر

ایسا بیمار جس سے بیماری شدید بڑھ جانے کا اندیشہ ہے شرعی سفر کا مسافر، حیض و

نفاس والی عورت روزہ نہ رکھے، حاملہ دودھ پلانے والی عورت جس کو اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو، اکراہ شرعی، جنون اور جہاد ان سب صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ شیخ فانی زیادہ ضعیف العمر جو بہت زیادہ کمزور ہو چکا ہے اس کو چاہیے روزہ کے بدلہ فدیہ دے اس کے بعد طاقت محسوس کرے تو روزہ کھنا واجب ہے، ان صورتوں میں بعد میں روزہ کی قضا لازم ہے۔ (درمختار ص ۱۱۷،۱۱۶ ج ۲)

کسی کے بدلے نہ کوئی دوسرا روزہ رکھ سکتا ہے نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ ان کا فدیہ دے سکتا ہے یا نفلی نماز و روزہ کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھانے پینے، گرد و غبار مکھی، مچھر کا حلق میں چلے جانا تیل اور خوشبو کا لگانا' بلغم نگل جانا' قے آجائے، غسل کرتے ہوئے کان میں پانی چلا جائے، خون نکلے مسواک کرنے' دانت نکلوانے آنکھ میں کسی قسم کی دوا ڈالنے، سحری کے وقت دانتوں میں پھنسی ہوئی کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم نگل جائے، احتلام ہو جائے یا دھواں وغیرہ کا حلق میں چلے جانا ان سب چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار مع فتاویٰ شامی ص ۱۰۷ تا ۸۴ ج ۲)

بامرِ مجبوری ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا سید مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ مصطفویہ ص ۹ مولانا مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ فیض الرسول ص ۵۱۶ ج ۱ مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ حزب الاحناف ص ۱۳۹ پر یہی فتویٰ دیا ہے تفصیلی دلائل کے شائقین فتاویٰ فیض الرسول وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

روزہ میں مکروہ چیزوں کا بیان

جھوٹ، چغلی، غیبت گالی گلوچ کسی چیز کا بغیر کسی عذر کے چکھنا یا چبانا کہ حلق میں جاتے

آئے ، ناجائز کھیل کھیلنا منع ہیں بہت ساتھوک جمع کے نگل جانا غسل میں منہ اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا یہ چیزیں روزہ میں مکروہ ہیں (درمختار وفتاوی شامی) سرمہ لگانا خوشبو لگانا وغیرہ روزہ میں بھی مکروہ نہیں ہیں۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

منہ بھر کر قے آئی اور اس کو چنے کی مقدار یا اس سے زیادہ نگل جائے ناک اور منہ میں پانی ڈالتے وقت حلق سے نیچے اتر جائے یا دماغ میں چڑھ جائے، حقہ سگریٹ پینے پان کھانے ناک میں نسوار لینے ناک اور کان میں کوئی دوا ڈالنے، مشت زنی سے انزال ہو جائے، عورت کو چھوا بوسہ لیا، مباشرت کی کہ انزال ہو گیا۔ ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا کھانے پینے یا جماع کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر روزہ کا یاد ہو۔

(درمختار، شامی ص ۱۰۷،۸۴ ج ۲)

جن صورتوں میں صرف قضا لازم ہے

خیال کیا کہ صبح صادق شروع نہیں ہوئی کھایا، پیا، جماع وغیرہ کیا بعد میں یہ خیال غلط ثابت ہوا' یا یہ گمان کیا کہ سورج غروب ہو چکا روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی غروب آفتاب کا وقت نہ ہوا اس صورت میں روزہ ٹوٹ گیا البتہ اس کی قضا کرے بھول کر کھایا پیا اور سوچا اب تو روزہ ٹوٹ گیا اب قصداً کھایا پیا تو صرف قضا ہے۔

صبح کو نیت نہیں تھی زوال سے پہلے کر لی پھر کھایا پیا تو صرف قضا کرے پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس تک دوائی ڈالی پیٹ یا دماغ تک چلی گئی کان میں تیل ٹپکایا یا حقنہ لیا یا ناک سے دوائی چڑھائی کاغذ مٹی گھاس کھایا جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں تو صرف قضا لازم ہے حلق میں بارش کی بوند یا اولا یا پسینہ وغیرہ نگل لیا تو صرف قضا لازم ہے۔

قضا کے ساتھ کفارہ کی ادائیگی

قصداً روزہ بغیر شرعی عذر کے توڑنے سے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ مسلسل ساٹھ روزے رکھے اگر بیماری کی وجہ سے ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے بیماری ختم ہونے پر روزے کی قضا بھی کرے قضا یہ ہے کہ روزہ کے بدلے روزہ رکھے۔ (درمختار ص ۱۱۷ ج ۲)

روزہ کا فدیہ

بوڑھا ضعیف جس کی عمر بہت زیادہ ہوگئی ہو اور اس میں روزہ کی طاقت نہ ہو اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر یہ کہ ہر روزہ کے بدلے روزہ کا فدیہ دے فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلادے۔ (درمختار ص ۱۱۹ ج ۲)

روزے کے درجے

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رضی اللہ عنہ اور دیگر صوفیاء کرام کے نزدیک روزے کے تین درجے ہیں۔

۱۔ عام لوگوں کا روزہ کہ کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا۔

۲۔ خواص کا روزہ کھانے پینے جماع سے رکے رہنا اور اس کے علاوہ کان زبان ہاتھ پاؤں آنکھ اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

۳۔ خاص الخواص کا روزہ، جمیع ماسوا اللہ سے اپنے آپ کو بالکل جدا کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ قائم رکھنا۔

نماز تراویح

کسی بھی عاقل، بالغ مسلمان پر بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت موکدہ ہے اور اس

کا چھوڑنا گناہ ہے۔

مہینہ بھر نماز تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنتِ موکدہ ہے روزہ اور تراویح لازم وملزوم نہیں اگر ایک رہ جائے تو دوسری عبادت میں شریک ہو جائے۔

تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے ایک نے بھی پڑھ لی تو ادا ہو گئی اگر مسجد کے سب لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گناہ گار ہوں گے نابالغ کے پیچھے کوئی بھی نماز جائز نہیں۔

بعض قاری تراویح میں اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ یعلمون تعلمون کا ہی پتہ چلتا ہے۔اتنی تیزی جائز نہیں ہے امام داڑھی کترایا حد شرع سے کم کرانے والا نہ ہو فرض نماز ہو یا تراویح امام عاقل بالغ صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی اور پابند شریعت ہونا ضروری ہے، دیو بندی، وہابی، شیعہ، قادیانی وغیرہ جتنے بے دین ہیں ان کے پیچھے نماز ہرگز نہیں ہوتی۔ان بد مذہبوں کے پیچھے نمازیں پڑھ کر اپنے ایمان اور نمازوں کو برباد نہ کریں سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی اور سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب علیہما الرحمۃ اور دیگر اکابر کا یہی فتوی وعمل ہے۔

نماز وتر

اگر عشاء کی نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت کے ساتھ تو وتر بھی تنہا پڑھے۔اگر فرض جماعت سے پڑھے ہوں تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔

(درمختار مع ردالمختار ص ۱۲۸ ج ۲، فتاوی رضویہ ص ۵۰۱ ج ۳، فتاوی حامدیہ ص ۲۵۸، فتاوی مصطفویہ ص ۱۲ ج ۲، بہار شریعت ص ۲۲ ج ۴، فتاوئ اجملیہ ص ۲۴۰ ج ۲)

فضیلت اعتکاف

اعتکاف کا لغوی معنی ٹھہرنا ہے اور اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ سے تقرب اور اس

کے ذکر کی نیت سے ٹھہرنا۔ (المفردات ص۳۴۲، الاحکام القرآن ص۳۴۲ ج۱)

(فضیلت اعتکاف)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ اعتکاف کرنے والے کو اس قدر نیکیاں ملتی ہیں کہ گویا اس نے ساری عمر نیکیاں ہی کی ہیں اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۲۷)

مزید ارشاد فرمایا، کہ جس نے رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا وہ ایسا ہے کہ اس نے دو حج اور عمرے کئے۔ (سنن کبری بیہقی ص ۳۱۶ ج ۴)

(مسائل اعتکاف)

بیس رمضان المبارک غروب آفتاب سے لیکر اختتام رمضان المبارک تک اعتکاف کرنا سنت ہے۔ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ مرد مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں جہاں اس نے نماز کے لئے اپنی جگہ مقرر کی ہے۔ ایسی مسجد جہاں پانچ وقت کی نماز باجماعت ہوتی ہو میں اعتکاف ہو جائے گا۔ جامع مسجد کی شرط نہیں ہے۔ معتکف کو بغیر عذر شرعی و طبعی کے حدود مسجد سے نکلنا جائز نہیں مثلا پاخانہ پیشاب اور غسل فرض اور وضو وغیرہ، معتکف نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں عین وقت خطبہ جا سکتا ہے۔ اگر کھانا لا کر دینے والا کوئی نہ ہو تو خود کھانا گھر سے لا سکتا ہے۔ اعتکاف کرنے والے کے سوا کسی دوسرے کو مسجد میں کھانا پینا یا سونا جائز نہیں۔ معتکف اعتکاف کی حالت میں ذکر و اذکار، درود شریف دینی کتابوں کا مطالعہ وعظ و نصیحت میں وقت گزارے۔ فضول گفتگو اور دنیوی باتیں اور غلط رسائل پڑھنے سے اجتناب کرے۔

(درمختار مع شامی ص۱۳۱ ج۲ فتاوی عالمگیری ۱۴۔۲۱۱ ج۲ بدائع الصنائع ص۱۱۵ ج۲

ہدایہ مع فتح القدیر ص ۳۰۸ ج۲، المبسوط ص ۱۱۷ ج۳)

شب قدر

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی ہے جو قرآن مجید کے مطابق ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اسے شب قدر کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی رات ہے، جمہور کے قول کے مطابق وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری ص ۲۷۰ ج ۱ صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۵ ج ۳)

اس رات میں ہمیں چاہیے کہ ذکر و اذکار عبادت نوافل توبہ و استغفار، تلاوت قرآن مجید کریں اور اسی میں رات گزاریں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، اس رات عشاء کے بعد جو شخص سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آفات و بلیات سے محفوظ فرمادے گا ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات پڑھنے کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي یَا غَفُوْرُ

بزرگان دین نے اس رات نوافل پڑھنے کے مختلف طریقے تحریر کئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں روح البیان، اور غنیۃ الطالبین صرف ایک طریقہ پر خوف طوالت کی وجہ سے اکتفا کرتے ہیں۔

جو آدمی شب قدر میں چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ

کے بعد الھاکم التکاثر ایک بار اور سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی سے محفوظ و مامون فرمائے گا۔ اور اس سے عذاب قبر کو دور کر دیا جائے گا۔

نوافل قضا عمری

نوافل قضا عمری جمعۃ المبارک کے دن پڑھے جاتے ہیں بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں اور بعض لوگ اسے حرام و بدعت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں خیال غلط ہیں۔

اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ جس شخص کی فرض نمازیں قضا ہو گئیں تھیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کے ساتھ وہ نمازیں قضا ادا کر لیتا ہے اور پھر قضا عمری کے نوافل ادا کرتا ہے۔ تو پھر نمازوں کے قضا ہونے کا جو گناہ تھا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا۔

نوافل قضا عمری کا طریقہ یہ ہے جمعۃ الوداع کے دن جمعہ اور عصر کے درمیان بارہ رکعت نماز نوافل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آیت الکرسی سورہ اخلاص سورہ فلق سورہ الناس ایک ایک بار پڑھے۔

بعض آئمہ بزرگان دین نے اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ چار رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ مرتبہ سورۃ الکوثر پڑھے۔ سلام کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار کرے اور پھر دعا کرے۔

(صدقہ فطر سے متعلق مسائل)

مسند الفردوس میں روایت ہے کہ حضور باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یہاں تک کہ صدقہ فطر ادا نہ کر دیا جائے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ اعلان کر دو صدقہ، فطر واجب ہے۔

([illegible])

ہر صاحب نصاب پر اپنا اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے سنت یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کردے۔ وگرنہ بعد میں ہی ادا کردے باپ نہ ہو تو دادا کے ذمہ پوتے پوتیوں کا صدقہ فطر واجب ہے۔ علماء نے فرمایا گندم سے صدقہ فطر سوا دو سیر فی کس بنتا ہے۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ص ۲۱۸ ج ۲ در مختار مع شامی ۹۹ ج ۲ فتاوی عالمگیری ص ۲۹۴ ج ۵)

عید الفطر

عید الفطر کا دن بڑی برکتوں عظمتوں اور مسلمانوں کے لئے بڑی خوشیوں کا حامل دن ہے۔ اس دن غسل کریں اور مسواک جیسی عظیم سنت کو زندہ کریں اعلیٰ قسم کی خوشبو لگائیں اچھے کپڑے زیب تن کریں۔ عید گاہ کی طرف پیدل جانا افضل ہے۔ دوسرے راستے سے واپس آنا چاہیے۔

عید گاہ آتے جاتے آہستہ آہستہ تکبیر پڑھیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

نماز عید سے قبل میٹھی چیز کھانا سنت ہے عید کے دن زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔ احباب، عزیزوں، رشتہ داروں سے پیار و محبت سے ملنا معانقہ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے نماز عید کے بعد معانقہ و مصافحہ پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

نماز عید الفطر

نماز عید الفطر کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب ساتھ چھ تکبیروں کے اقتداء کی میں نے اس امام کی منہ طرف قبلہ شریف پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لے پھر ثناء پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے اور تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر اس طرح ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ

دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھ لے اس کے بعد امام آہستہ سے تعوذ و تسمیہ پڑھنے کے بعد بلند آواز سے قرأت کرے یعنی سورہ فاتحہ اور ساتھ میں کوئی سورت قرأت کرے گا۔ پھر رکوع اور سجدہ کرے گا۔ دوسری رکعت میں امام سورۃ فاتحہ اور ساتھ میں کوئی دوسری سورت پڑھے گا۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے گا چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے باقی نماز دوسری رکعت میں امام سورۃ فاتحہ اور ساتھ میں کوئی دوسری سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے گا چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح مکمل کرے۔ سلام کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا اور دعا کرے۔

خطبہ سنت ہے۔ خاموشی سے سنا جائے کسی قسم کی گفتگو بات چیت منع ہے خواہ اس وقت خطبہ سنائی دے یا نہ دے۔

ضروری احتیاط

کوئی بھی نماز جماعت سے پڑھتے وقت اس بات کا خیال کرے کہ امام صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی ہونا ضروری ہے وہابی دیوبندی، شیعہ وغیرہ جتنے بد مذہب ہیں ان کے پیچھے نمازیں پڑھ کر اپنا ایمان اور نمازیں برباد نہ کریں اور دوسرا امام پابند شریعت ہو داڑھی منڈا یا حد شرع سے ایک مشت سے داڑھی کترانے والا ہرگز لائق امامت نہیں خواہ فرضی نماز ہو یا تراویح یا نماز عید۔

عید کے بعد روزے

شوال میں عید کے بعد چھ روزے کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھے دن شوال کے روزے (نفلی) رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا''۔ (طبرانی)

کتابُ التراویح

رمضان المبارک میں نماز عشاء کے ساتھ تراویح ادا کرنا سنت موکدہ ہے اس کا بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔

نماز تراویح سنت ہے

(۱) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ان اللّٰه تبارک و تعالی فرض صیام رمضان علیکم و سنة لکم قیامه فمن صامه و قیامه ایمانا و احتسابا خرج من ذنوبه یوم ولدته امه .

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۷ ج ۲، مسند امام احمد ص ۱۹۱ ج ۱، سنن نسائی ۲۳۹ ج ۱، سنن ابن ماجہ ص ۹۵، کنز العمال ص ۲۹۶ ج ۴ مختصر قیام اللیل ص ۱۵۲)

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اسی میں قیام (تراویح) کو سنت مقرر کر دیا ہے پس جس شخص نے رمضان المبارک میں روزے رکھے اور قیام کیا ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے اس کو اس کی ماں نے اس دن جنا تھا۔

(۲) عن ثعلبة بن ابی مالک القرظی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ

علیـه و آلـه وسـلـم ذات ليلة فـى رمـضان فرای نا سا في نا حتية الـمسـجـد يصلون فقال ما يضع هولاء قال قائل يا رسول الله هولاء ناس ليس معهم قرآن و ابی ابن كعب يقرائو هم معه يصلون يصلو نه قال قد احسنوا او قد احسابوا ولم يكره ذلک لهم .

(معرفۃ السنن والاثار ص ۳۹ ج ۴)

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں ایک رات مسجد میں تشریف لائے۔ تو لوگوں کو مسجد کے ایک کونہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ایک کہنے والے شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان لوگوں کو قرآن مجید یاد نہیں ہے حضرت ابی بن کعب (نماز میں قرآن مجید) پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ انہوں نے اچھا کیا یا یہ فرمایا کہ انہوں نے صحیح کیا اور یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ناپسند نہیں فرمائی۔

تراویح کا ثبوت کتب شیعہ میں

(۱) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت میں گھر سے نکلے مسجد میں لوگوں کو جمع ہو کر نماز تراویح پڑھتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا، اے اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبر انور کو منور فرما جس نے ہماری مسجدوں کو منور کر دیا۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ص ۹۸ ج ۳)

(۲) حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کے مہینہ میں اپنی نماز کو بڑھا دیتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوتے لوگ پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اس طرح کچھ وقفہ کیا جاتا۔ پھر اس طرح حضور

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھاتے۔ (فروع کافی ص ۳۹۴ ج ۱، طبع نولکشور ص ۱۵۴ ج ۴ طبع ایران)

شیعہ کی من لایحضرہ الفقیہ میں بھی بیس رکعت مذکور ہیں۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۸۸)

(۳) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی رمضان المبارک کے مہینہ میں اپنی نماز میں اضافہ کر دیتے تھے، اور روزانہ معمول کے علاوہ بیس رکعت نماز نوافل ادا فرماتے تھے۔

(الاستبصار ص ۲۳۱ ج ۱، طبع نولکشور ص ۴۶۲ ج ۱، طبع ایران، فروغ کافی ص ۳۹۴ ج ۱، طبع نولکشور ص ۱۵۴ ج ۴ طبع ایران)

نماز تراویح کی تعریف وہابی علماء کی زبانی

نماز تراویح وہ نماز ہے جو ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں عشاء کے بعد با جماعت پڑھی جائے۔ اس نماز کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس میں ہر چار رکعت کے بعد استراحت کرنے لگے۔ کیوں کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ اور ترویحہ کے معنی ایک بار آرام کرنے کے ہیں۔ (فتاوی علمائے حدیث ص ۲۴۱ ج ۱ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲ مارچ ۱۹۹۲ء)

نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے اور تراویح خاص رمضان میں ہے۔ نماز تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاوی علمائے حدیث ص ۳۳۱ ج ۶ فتاوی ثنائیہ ص ۴۳۱ ج ۱)

ترویحہ کی جمع تراویح ہے ترویحہ چار رکعت کے بعد آرام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور جمع تین سے شروع ہوتی ہے عربی گرائمر کے اعتبار سے آٹھ رکعت پر تراویح کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ اس پر ترویحہ کا ثنیہ ترویحتین تو بولا جا سکتا ہے مگر تراویح اس کو نہیں کہہ سکتے اس کو خود وہابیہ کے مولوی پروفیسر عبداللہ بہاولپوری نے تسلیم کیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

تراویح کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایجاد نہیں ہوا تھا۔ یہ نام بعد میں اس وقت پڑا جب لوگوں نے قیام رمضان کی رکعتوں کی تعداد بڑھا دی...... آٹھ رکعت...... پر

تراویح کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کیوں کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ پر چار رکعت کے بعد ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں آٹھ رکعت میں تراویحہ چونکہ ایک ہی ہوسکتا ہے۔ زیادہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تراویح کا نام ایجاد نہیں ہوسکا۔ بعد میں جب رکعتوں کی تعداد آٹھ سے بہت بڑھ گئی اور کئی تراویح ہونے لگی تو تراویح نام پڑ گیا۔ (رسائل بہاولپوری ص ۱۰۱)

معلوم ہوا کہ وہابی خود بدعتی ہیں کہ جو کام ان کے اصول کے مطابق یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نہیں کیا اس پر یہ اڑے ہوئے ہیں۔ وہابیہ کے علاوہ امام زرقانی امام ابن حجر عسقلانی اور امام قسطلانی نے بھی یہی تراویح کی تعریف کی ہے۔

(زرقانی شرح موطا ص ۲۲۴ ج ۱، فتح الباری ص ۱۷۵ ج ۵، ارشاد باری ص ۴۷۳ ج ۲)

اس کو وہابیہ نے نقل کیا ہے۔ فتاوی علمائے حدیث ص ۲۴۱ ج ۶ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے بھی تراویح کی یہی تعریف کی ہے۔ (مسلک الختام ص ۴۴۶ ج ۲)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

بیس رکعت تراویح سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

۱. عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلى فى رمضان عشرين ركعة.

(المجم الکبیر للطبرانی ص ۳۹۳ ج ۱۱، مجمع الزوائد ص ۱۷۲ ج ۳، سنن کبری بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۴ ج ۲، آثار السنن ص ۵۶، کشف الغمہ ص ۱۱۶، الوفاص ۵۰۸، موطا امام محمد ص ۱۱۱ حاشیہ، فتاوی عزیزی ص ۱۳۰ ج ۱، تلخیص الجیر ص ۲۱ ج ۲، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸ اشعۃ اللمعات ص ۵۴۴ ج ۱، ماثبت من السنہ ص ۲۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رمضان المبارک میں بیس رکعت نماز (تراویح) ادا فرماتے تھے۔

(۲) عن جابر بن عبد اللّٰہ قال خرج النبی صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم ذات لیلة فی رمضان فصلی الناس اربعة و عشرین رکعة واوتر بثلثة

(تاریخ جرجان ص ۲۷۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی مکرم شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو چوبیس رکعتیں (۴ عشاء کے فرض اور ۲۰ رکعت تراویح) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حکم مبارک

عن یحییٰ بن سعید ان عمر ابن الخطاب امر رجلا یصلی بهم عشرین رکعة

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲، آثار السنن ص ۵۳ ج ۱)

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا، کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں

(۱) عن ابی بن کعب ان عمر ابن الخطاب امره ان یصلی باللیل فی رمضان فقال ان الناس یصومون انما رولا یحسنون ان یقرؤ افلو قرات باللیل فقال یا امیر المومنین هذا شئی لم یکن فقال قد علمت ولکنه حسن فصلی بهم عشرین رکعة

(کنز العمال ص ۴۰۹ ج ۸)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں رات کو لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ دن میں تو روزہ رکھتے ہیں مگر اچھے طریقے سے قرات نہیں کر سکتے۔ اگر تم رات کو ان پر قرآن کی

قرآت کیا کرو تو بہتر ہو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین اس سے قبل اس طرح نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم ہے لیکن یہ اچھی چیز ہے۔ پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ نے لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائیں۔

(۲) عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث:

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے اور وتر تین رکعت۔

(۳) عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلث و عشرین رکعت

(موطا امام مالک ص ۷۱، سنن کبری بیہقی ص ۴۹۶، المغنی ص ۱۶۷ ج ۲)

یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کے زمانہ خلافت میں رمضان المبارک میں تئیس رکعت (بیس تراویح تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔

(۴) قال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة یطیلون فیها القراة ویوترون بثلث۔ (مختصر قیام اللیل ص ۱۵۷)

حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں، کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کے زمانہ خلافت میں رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔ جس میں طویل قرات کرتے تھے۔ اور وتر تین رکعت ادا کرتے تھے۔

(۵) عن الحسن ان عمر ابن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه جمع

الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی للھم عشرین رکعة

(جامع المسانید السنن ص ۱۵۵ ج ا، سنن ابوداؤد ص ۲۰۲ ج ا، طبع کراچی وعرب ونولشکور طبع کراچی سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۰ ج ا، المغنی ص ۵۸۰ ج ۲)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب پر اکٹھا کر دیا۔ آپ ان کو بیس رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے۔ (ابو داؤد کے علاوہ باقی مذکورہ کتب میں ابوداؤد ہی کے حوالے سے مذکور ہیں)۔

(۶) عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر ابن الخطاب بعشرین رکعة والوتر. (معرفة السنن والآثار ص ۴۲ ج ۴)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر ادا کرتے تھے۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کی روایت بالا کے بارے وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ

عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ سو اگر وہ روایت صحیح ہو تو بھی ہمارے مذہب کے خلاف نہیں کیوں کہ ہمارا مذہب یہ نہیں کہ بیس رکعت حرام ہیں۔ (اہل حدیث کا مذہب ۶۸)

(۷) عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر ابن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة قال و کانو یتوکؤن علی عصیهم فی عهد عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه عن شدة الصیام. (سنن کبریٰ ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ رماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام وتابعین) حضرت عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) ادا کرتے تھے حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ وہ مئین سورتوں کی قرات کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لوگ (طویل) قیام کی شدت کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

اس حدیث شریف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان کا بیس رکعت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔

امام نووی نے حضرت سائب کا قول بیس رکعت تراویح نقل کیا ہے۔ (شرح المہذب ص ۳۲ ج ۴)

(۸) روی مالک من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید عشرین رکعة. (فتح الباری ص ۱۵۷ ج ۵)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تراویح بیس رکعت ہیں اس روایت کو وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے بھی نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار ص ۵۷ ج ۳)

(یہ حدیث کی سند بخاری کی ہے دیکھئے بخاری ص ۳۱۴ ج ۱)

(۹) عن السائب بن یزید ان عمر ابن الخطاب جمع الناس فی رمضان علی ابی ابن کعب و تمیم الداری علی احدی و عشرین رکعة. (مصنف عبدالرزاق ص ۲۶۰ ج ۲، التمہید ص ۱۸۸ ج ۸ آثار السنن ص ۹)

یہ روایت ہم نے صرف اسی لئے پیش کی ہے کہ وہابیہ موطا امام مالک سے حضرت سائب بن یزید کی روایت آٹھ رکعت تراویح پیش کرتے ہیں اس کا ایک راوی محمد بن یوسف ہے اس سے بیس رکعت تراویح کی روایت بالا میں موجود ہے جو درج کی گئی ہے تو اصول ہے اذا تعارضا تساقطا اور پھر یہ قابل غور ہے کہ حضرت سائب کے ایک شاگرد بیس روایت کرتے ہیں دوسرے شاگرد محمد بن یوسف نے گیارہ رکعت روایت کی ہیں تیسرے

شاگرد حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی الذباب نے بھی بیس تراویح روایت کی ہیں۔

(۱۰) اس کے لفظ یہ ہیں۔ وکان الصیام علی عمدة بثلث و عشرین رکعة۔ (التمہید ص ۱۱۴ ج ۸)

گویا ان کے دو شاگرد بیس تراویح روایت کرتے ہیں تو محمد بن یوسف والا قول مرجوح ہوا۔ یا احدی عشرہ راوی کا وہم ہے۔

اور ابن خصیفہ کا حضرت سائب سے بیس تراویح روایت کرنا مزید ہمارے موقف کو مضبوط بنا رہا ہے۔

(۱۱) امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ تم امر ان عمر بفعلها ثلثا و عشرین رکعة ثلث منها و تروا استقراء الامر علی ذلک فی الامصار (کشف الغمہ ص ۱۴۰ ج ۱)

پھر حضرت عمر نے تیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا جن میں تین وتر تھے۔ تو یہ تمام شہروں میں حکم پختہ ہو گیا۔

(۱۲) عن عمر انه جمع الناس علی ابی ابن کعب فکان یصلی بهم فی شهر رمضان عشرین رکعة. (تلخیص الحبیر ص ۲۱ ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی ابن کعب کی اقتداء میں جمع کیا انہوں نے رمضان میں ان کو بیس تراویح پڑھائیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کا حکم مبارک

(۱) عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲۔ المغنی ص ۱۶۷ ج ۲ سنن کبریٰ ص ۴۹۷ ج ۲)

حضرت ابوالحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم

دیا۔ کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویح بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

(۲) عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی رضی الله عنه قال دعا القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة

(سنن کبرٰی بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

حضرت ابوعبدالرحمٰن اسلمی نے فرمایا، کہ حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے رمضان شریف میں قاری حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

قارئین کرام، ان احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح بیس رکعت ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں خلفائے راشدین نے بھی اسی پر عمل کیا ہے، بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنے والے وہابیہ خود بدعتی ہیں اور احناف کا مسلک وہی ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا ہے۔

(۳) حدثنی زید بن علی عن ابیه عن جده عن علی رضی الله تعالی عنهم انه امر الذی یصلی بالناس صدرة القیام فی شهر رمضان ان یصلی بهم عشرین رکعة یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کل اربع رکعات فیرجع ذوالحاجةویتوضا الرحیل وان یوتر بهم من آخر الیل حسین الانعراف . (مسند امام زید ص۱۲۹)

امام زید اپنے والد گرامی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان المبارک میں تراویح کی نماز پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا، کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح

پڑھائے ہر دو رکعت پر سلام پھیرے ہر چار رکعت کے بعد آرام کا وقفہ دے کر حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

امام ترمذی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ

اکثر اهل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعة وهو قول سفیان الشو وابن المبارک والشافعی . (جامع ترمذی ص۱۶۶ ج۱)

اکثر اہل علم نے اسی بیس رکعت تراویح کو مختار بتایا ہے اور انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا عمل مبارک

عن زید بن وهب قال کان عبدالله بن مسعود یصلی بناء فی شهر رمضان وعلیه لیل قال اعمش کان یصلی عشرین رکعة و یوتر بثلث. (مختصر قیام اللیل ص۱۵۸)

زید بن وھب فرماتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما ہمیں رمضان شریف میں نماز پڑھاتے تھے، پس ان کی فراغت پر ابھی رات کا حصہ باقی ہوتا تھا۔ امام اعمش نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیس رکعت تراویح ادا کرتے تھے، اور تین وتر۔

بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع

امام قسطلانیلکھتے ہیں، کہ

وقدعدوا ماوقع فی زمن عمر رضی اللہ عنہ کالاجماع.

(ارشادالساری ص ۵۱۵ ج ۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں (بیس رکعت تراویح کے متعلق) جوہوا اس کو فقہائے کرام نے اجماع کی طرح مانا ہے۔

امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام نے اسی پر اجماع کیا کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔ (انارۃ المصابیح ص ۱۸)

امام ابن عبدالبر بھی اس پر صحابہ کرام کا اتفاق بتلاتے ہیں ۔(عمدۃ القاری ص ۲۶۷ ج ۵) قاضی خان نے فتاوٰی ص ۱۱۰ ج ۱، امام ابن ھمام فتح القدیر ص ۴۰۷ ج ۵، امام ابن نجیم نے بحرالرائق، ص ۶۶ ج ۲ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت ھن لسنۃ ص ۲۰۸ ملک العلماء امام مسعود الدین کاسانی بدائع الضائع ص ۶۴۶ ج ۱، امام ابن عابدین شامی ردالمحتار ص ۵۲۱ ج ۱ پر ثم استقر الامر علی ھذا وغیرہ کے الفاظ سے صحابہ وتابعین کے اجماع کا تذکرہ کیا ہے مولوی عبدالحیی لکھنوی نے عدۃ الرعایہ ص ۱۷۵ ج ۱، پر بھی اس اجماع کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن قدامہ نے حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی روایات بیس تراویح نقل کر کے اسے اجماع کی طرح شمار کیا ہے۔ (المغنی ص ۱۶۷ ج ۲)

محدث جلیل حضرت ملاعلی قاری علیہ الرحمتہ الباری بھی بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع بتاتے ہیں۔ (شرح نقایہ ص ۲۴۱ ج ۲ مرقاۃ ص ۱۹۴ ج ۳)

امام زبیدی لکھتے ہیں کہ

وبالاجماع الذی وقع فی زمن عمر اخذ ابو حنیفة والنووی والشافی واحد والجمھور واختاره ابن عبدالبر. (اتحاف السادۃ المتقین ص۷۰۰ج۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعت تراویح پر جو اجماع ہوا اسی سے حضرت امام ابو حنیفہ امام نووی امام شافعی امام احمد اور جمہور فقہا نے یہ مسلک بیس رکعت تراویح کا اخذ کیا ہے، امام ابن عبدالبر نے بھی اسے اپنا مختار بتایا ہے۔

حضرت شتیر بن اشکل کا عمل مبارک

عن شتیر بن اشکل انه کان یصلی رمضان عشرین رکعة والوتر

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۸۵ ج۲)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت شتیر بن اشکل سے روایت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

حضرت ابوالبختری کا عمل مبارک

عن ابی البختری کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان ویوتر ثلاث. (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۸۵ ج۲)

حضرت ابوالبختری سے روایت ہے، کہ وہ رمضان شریف میں پانچ ترویح بیس رکعت تراویح اور تین وتر ادا کرتے تھے

حضرت حارث اعور کا عمل مبارک

عن ابی اسحق عن الحارث انه کان یؤم الناس فی رمضان باللیل بعشرین رکعة و یوتر بثلث ویقنت قبل الرکوع. (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۸۵ ج۲)

ابواسحاق سے روایت ہے کہ (حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید) حضرت حارث اعور رمضان شریف میں رات کو لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح کا ارشاد مبارک

عن عطاء قال ادركت الناس وهم يصلون ثلثة و عشرين ركعة بالوتر. (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت عطاء نے فرمایا، کہ لوگ (صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) تین وتر کے ساتھ بیس تراویح پڑھتے تھے۔

حضرت سوید بن غفلۃ کا عمل مبارک

ابو الخصيب قال كان يومّهاسويدبن غفلة فى رمضان فيصلى خمس ترويحات عشرين ركعته (سنن کبریٰ ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت ابوالخصیب نے فرمایا کہ (حضرت علی المرتضی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد رشید) حضرت کوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہماری امامت فرماتے تھے پس وہ پانچ ترویح بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

وہابیہ کے عبدالرحمٰن مبارکپوری نے امام سفیان ثوری کا بیس تراویح کا مذہب نقل کیا۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۲)

امام ابراہیم نخعی کا ارشاد مبارک

عن ابراهيم ان الناس كانوا يصلون خمس ترويحات فى رمضان

(کتاب الاثار از امام ابو یوسف ص ۴۱)

امام ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ لوگ (صحابہ کرام اور تابعین عظام) رمضان شریف میں پانچ ترویحے بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

حضرت علی بن ربیعہ کا عمل مبارک

عن سعید بن ابی عبید ان علی ابن ربیعة کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلث (مصنف ابن ابی شیبه ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت سعید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ کا عمل مبارک

عن تاضح مولیٰ ابن عمر قال کان ابن ابی ملیکة یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة. (مصنف ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت تاضع مولی ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن ابی املیکہ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اور حضرت سعید بن ابی الحسن حضرت عمران عبدی کا عمل مبارک

عن یونس ادرکت مسجد الجامع قبل فتنة ابن الاشعت یصلی بھم عبدالرحمن بن ابی بکرو سعید بن ابی الحسن و عمران العبدی کانو یصلون خمس تراویح . (مختصر قیام اللیل ص ۱۵۸)

حضرت یونس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے ابن الاشعت کے فتنہ سے قبل جامع مسجد بصرہ میں پایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ حضرت سعید بن ابی الحسن اور

حضرت عمران عبدی لوگوں کو پانچ ترویح بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

آئمہ اربعہ کا مسلک مبارک

ہم ثابت کر آئے ہیں کہ تابعین تبع تابعین بھی بیس رکعت تراویح پر ہی عامل اور اسی کے قائل تھے، اب ہم آئمہ اربعہ کا مسلک پیش کریں گے جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ آئمہ اربعہ کا مسلک بھی یہی تھا جو آج اہل سنت و جماعت کا ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک

امام قاضی خان علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ

مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی ماروی الحسن عن ابی حنیفة قال القیام فی شهر رمضان سنة لاینبغی تر کها یصلی لاهل کل مسجد فی مسجد هم کل لیلة سوی الوتر عشرین رکعة خمس ترویحات بعشر تسلیمات یسلم فی ارکعتین فتاویٰ.

(قاضی خان ص ۱۱۲ ج ۱)

تراویح کی مقدار ہمارے اصحاب اور حضرت امام شافعی علیہ رحمتہ کے ہاں وہی ہے جو امام حسن بن زیاد نے سیدنا اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رمضان المبارک قیام (تراویح) سنت (موکدہ) ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے ہر مسجد والوں کیلئے ان کی مسجد میں ہر رات میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح ادا کی جائیں پانچ ترویح دس سلاموں کے ساتھ پورا کرے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

امام مالک کا مسلک مبارک

امام ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ

واختلفو افی المختار من عدد الرکعات التی یقوم الناس فی رمضان فاختار مالک فی احد قوله و ابو حنیفة والشافعی واحمد ...القیام بعشرین رکعة سوی الوتر و ذکر الابن القاسم عن مالک انه کان یستحن ستاوثلیثن رکعة والوتر ثلث (ہدایۃ المجتہد ص۱۵۲ ج۱)

فقہاء نے ان رکعات میں جولوگ رمضان شریف میں پڑھتے ہیں کہ تعداد میں اخلاف کیا ہے پس حضرت امام مالک کا ایک قول پر اور حضرت امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھنے کو اپنا مختار بنایا ہے، اور امام ابن القاسم نے حضرت امام مالک سے بیس رکعت تراویح اور تین وتر کا مستحسن ہونا روایت کیا ہے۔

(تمہید ص۱۱۳ ج۸ عمدۃ القاری ص۱۸۷ ج۷ المصابیح ص۳۴۸ ج۱ مشمولہ الحاوی للفتاویٰ فتح الباری ص۱۵۷ ج۵ مبسوط ص۱۴۴ ج۳

امام شافعی کا مسلک مبارک

امام ترمذی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں، کہ

قال الشافعی وهکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة

(جامع ترمذی ص۱۶۶ ج۱، فتاویٰ علمائے حدیث ص۲۸۷ ج۶)

امام شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی پایا اپنے شہر مکہ معظمہ میں کہ وہاں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں امام مزنی لکھتے ہیں، کہ

عن الامام الشافعی فاما قیام شهر رمضان احب الی عشرون لانه روی عن عمر و کذلک یقومون بمکة ویو ترون بثلث.

(مختصر المزنی ص۲۱ کتاب الام ۱۲۵ص ج۱ قیام اللیل ص۹۴)

امام شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں، کہ رمضان المبارک کے قیام میں مجھے بیس

رکعت (تراویح) زیادہ محبوب ہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ سے مروی ہیں اور مکہ معظمہ میں لوگ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کا مسلک مبارک

اما ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں، کہ

والمختار عندابی عبدالله فیها عشرون رکعة وبهذا قال الثوری وابو حنیفة والشافعی وقال مالک ستة وثلاثون وزعم انه الامر القدیم وتعلق بفعل اهل المدینة واماران عمر اماجمع الناس علی ابی ابن کعب کان یصلی بهم عشرین رکعة . (المغنی ص ۱۶۷ ج ۲)

امام ابوعبداللہ احمد حنبل کے نزدیک بیس رکعت تراویح مختار ہیں امام سفیان ثوری امام ابوحنیفہ اور امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں امام مالک چھتیس رکعت بتلاتے ہیں اوران کا گمان ہے کہ یہی قدیم امر ہے انہوں نے اہل مدینہ کے عمل سے تعلق کیا ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ کے پیچھے جمع کیا تھا تو وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے: امام قسطلانی نے بھی امام احمد کا بیس رکعت کا قائل ہونا بیان کیا ہے۔ (ارشاد الساری ص ۳۲۷ ج ۳)

امام نووی شافعی علیہ الرحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ، خوب جان لو کہ نماز تراویح کے سنت ہونے پر علی کا اتفاق ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔ (کتاب الاذکار ص ۱۵۶)

خود حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ:

الامر عندنا بتسع و ثلاثین وبمکة بثلاث وعشرین ولیس فی شئی من ذلک ضیق. (فتح الباری ص ۲۲۵ ج ۴)

کئی سال سے یہاں تراویح کا حکم انتالیس رکعت ہے (۳۶ تراویح اور تین وتر) اور

مکہ معظمہ میں ۳۳ رکعت ہے (تیس تراویح تین وتر) ان دونوں میں سے کسی پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کو وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے بھی نقل کیا ہے۔

ہدایۃ المجتہد کی طرح وہابیہ نے بھی امام مالک سے دونوں قول نقل کیے ہیں ایک چھتیس رکعت کا اور بیس تراویح کا دیکھیے۔ (فتاوٰی علمائے حدیث ص ۲۸۷ ج ۶)

امام عبدالوھاب شعرانی لکھتے ہیں کہ **ومن ذلک قول ابی حنیفة والشافعی واحمد ان صلوٰۃ تراویح شهر رمضان عشرون رکعة۔**

(میزان الکبری ص ۱۴۸ ج ۱)

اسی سے ماخوذ (حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے فعل) سے امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد کا قول مبارک ہے کہ نماز تراویح ماہ رمضان میں بیس تراویح ہے۔

فقہ مالکی کی معتبر کتاب مدونۃ الکبری میں بھی چھتیس رکعت تراویح مرقوح ہے۔

(مدونۃ الکبری ص ۲۲۳ ج ۱)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک:

قطب الاقطاب غوث الاغواث فرد الافراد محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب کتاب غنیۃ الطالبین کے بارے اختلاف ہے آیا وہ آپ کی تصنیف ہے یا نہیں اس اختلاف سے قطع نظر چونکہ غیر مقدین وہابیہ اسی غنیۃ الطالبین کو بڑا ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی ناپاک و ناکام کوشش کر کے عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر اتمام حجت کے واسطے ہم اس کا حوالہ پیش کر رہے ہیں اسی غنیۃ الطالبین میں لکھا ہوا ہے کہ **وصلوٰۃ التراویح سنة النبی ﷺ وهی عشرون رکعة یجلس عقب کل رکعتین ویسلم فهی خمس ترویحات کل اربعة منها ترویحة۔** (غنیۃ الطالبین عربی ص ۱۶۔۱۵ ج ۲)

نماز تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور وہ بیس رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے پس وہ پانچ ترویح ہیں ہر چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ۔

وہابیوں کی بددیانتی:

حق کا سامنا کرنا وہابیہ دیوبندیہ کے بس کی بات نہیں ہے، لہٰذا اب ان لوگوں نے اپنی ذلت کو چھپانے کے لیے کتابوں میں تحریف کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے حدیث کی کتب سے لے کر درسی کتب تک یہ سلسلہ جاری ہے ہم انشاء اللہ المولیٰ اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھیں گے فی الحال صرف ایک حوالہ حاضر خدمت ہے غنیۃ الطالبین کے عربی اردو کے تمام ایڈیشن آپ دیکھ لیں سب میں تراویح کی رکعت بیس رکعت مرقوم ہے مگر غیر مقلدین وہابیہ نے کراچی کے مکتبہ سعودیہ سے جو کتاب غنیۃ الطالبین شائع کی ہے اس میں واضح طور پر بددیانتی اور تحریف کی ہے کہ بیس رکعت تراویح کی جگہ آٹھ رکعت کروایا ہے۔یاد رہے ہمارے نزدیک مذکور کتاب سرکار غوث پاک کی نہیں ہے دیکھیے بشرح فتوح الغیب فتاویٰ رضویہ۔

امام غزالی کا ارشاد مبارک:

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ

التراویح وھی عشرون رکعۃ و کیفیتھا مشھورۃ و سنۃ مواکدۃ.

(احیاء العلوم الدین ص ۲۰۱ ج ۱)

نماز تراویح بیس رکعت ہے جس کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ارشاد مبارک:

شیخ محقق علی الاطلاق بالاتفاق شیخ المدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں، کہ

والذی استقر علیه الامر واشتهر من اصحابة والتابعین ومن بعد هم هو العشرون وماروی نهاثلث وعشرون فبحساب الوتر.

(ماثبت بالسنتہ ص۳۶۴ مترجم عربی اردو)

اور چیز صحابہ وتابعین اوران کے بعد والوں سے ثابت ومشہور ہو چکی ہے وہ بیس رکعتیں ہیں اور تیئس رکعت تراویح کی جو روایت ہے وہ وتر کو تراویح کے ساتھ شمار کر کے ہے۔ (ماثبت بالسنتہ ص ۲۰۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق وہابیہ کے امام العصر مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں، کہ مجھ عاجز کو آپ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کے علم وفضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۴۷ ۲)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی حضرت شیخ عبدالحق دہلوی کی عظمت کا اقرار کیا ہے۔ (الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ص ۱۶۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد مبارک

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں، کہ

وعدده عشرون رکعة (حجتہ اللہ البالغہ ص ۱۸اج ۲) نماز تراویح کی رکعات کی تعداد بیس ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بھی وہابیہ کے ہاں مسلمہ ہے تاریخ اہل حدیث میں بڑی تعریف لکھی گئی ہے وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے ان کو مسند الوقت لکھا ہے۔ (ابجد العلوم ص ۲۴۱ ج ۳)

عبدالحئی لکھنوی:

وہابیہ کے ممدوح مولوی عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں، کہ

ان مجموع عشرين ركعة في التراويح سنة موء كدة لانه مها واظب عليه الخلفاء. (تحفۃ الاخیار ص ۲۰۹)

نماز میں بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں کیوں کہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی فرمائی ہے"۔

مولوی عبدالحئی لکھنوی نے اپنی دیگر کتب میں بھی تراویح کی رکعت بیس ہی لکھی ہیں بلکہ حاشیہ ہدایہ میں آٹھ تراویح پڑھنے والوں کو تارک سنت کہا ہے۔

(حاشیہ ہدایہ ص ۱۵۱ ج ۱ عمدۃ الرعایہ ص ۱۷۵ ج ۱، فتاوٰی عبدالحئی لکھنوی ص ۵۸ ج ۳)

قارئین کرام ان احادیث مبارکہ اور آثار سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ تراویح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مؤکدہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کی بیس رکعت ہی ادا فرمائی ہیں اور پھر اس کو تلقی بالقبول کا درجہ بھی حاصل ہے۔

خود وہابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ ضعیف حدیث جس کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہو پر عمل جائز بتایا ہے (فتاوٰی ثنائیہ ص ۷۶ ج ۲) اور پھر بیس رکعت تراویح پر خلفائے راشدین کی ہمیشگی بھی یہی ثابت کر رہی ہے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ کرام کو حضرت ابی ابن کعب کے پیچھے بیس رکعت تراویح جمع فرمانا اور کسی بھی صحابی کا انکار نہ کرنا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ بیس تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا

پھر آئمہ اربعہ کا اس مسلک کو اپنانا تبع تابعین کا اس پر عمل کرنا بھی اس پر تصدیق کی مہر ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور مبارک سے انگریز کے منحوس قدم برصغیر میں لگنے تک تمام اہل اسلام بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے رہے ہم نے بحمدہ تعالیٰ ثابت کر دیا ہے کہ بیس تراویح پر پوری امت کا اجماعی عمل ہے۔

وہابیہ کے تین سوال

اب وہابیہ سے ہمارے تین سوال ہیں وہابیہ انشاء اللہ المولیٰ قیامت کی صبح تک ان کے جوابات نہ دے سکیں گے۔

سوال نمبر۱: صحابہ کرام کا کسی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھنا تو در کنار آٹھ تراویح پڑھنے کے لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا کسی مسجد میں جمع ہونا ہی ثابت کر دو؟ یہ عرصہ تقریباً ۹۵ ہجری تک کا ہے۔

سوال نمبر۲: پورے خیر القران میں تابعین تبع تابعین کا کسی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھنا تو در کنار آٹھ تراویح پڑھنے کے لیے جمع ہونا ہی ثابت کر دو؟

سوال نمبر۳: خیر القران تیسری صدی سے لے کر آج سے ۱۲۰ سال قبل ۱۸۸۵ء تک دنیا بھر کی کسی بھی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھنا تو در کنار آٹھ تراویح کے لیے اہل اسلام کا جمع ہونا ہی ثابت کر دو؟ ہمارے ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ آٹھ تراویح وہابیہ کی ایجاد ہے جو کہ بدعت ہے۔

آٹھ تراویح کی ابتداء

۱۲۸۴ھ میں ہندوستان کے شہر اکبر آباد میں سب سے پہلے آٹھ تراویح کا فتویٰ شائع ہوا، اسی فتوے کا جواب اٹھارہ مفتی حضرات نے دیا ان اٹھارہ مفتیوں میں ایک مولوی فیض احمد وہابی کا بھی فتویٰ شامل تھا۔ کہ بیس رکعت تراویح کا مخالف متبوع

ہے ۱۲۹۰ھ میں پنجاب میں آٹھ تراویح کا سب سے پہلا فتوی وہابیہ کے مجتہد مولوی محمد حسین بٹالوی نے دیا اس کے خلاف خود وہابیہ کے مولوی غلام رسول نے رسالہ شائع کیا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو تحال مفتی قرار دیا یہ مولوی غلام رسول قلعہ میاں سنگھ والے وہابیہ کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی کے شاگرد رشید ہیں دیکھئے؟

(الحیات بعد المحات ص ۳۵۹ طبع سانگلہ تاریخ اہل حدیث ص ۳۰۰ طبع سرگودھا)

مولوی غلام رسول نے بیس تراویح پر دلائل دیئے اور محمد حسین بٹالوی کا شدید ردّ بلیغ کیا ہے دیکھئے (رسالہ تراویح فارسی) ہمارے ان دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ وہابیہ کا وجود انگریز کا مرہون منت ہے انگریز نے ہی مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواست پر اہل حدیث کا لقب دیا ہے اور یہ ساری کاروائی خود وہابیہ کی کتب میں موجود ہے نواب صدیق حسن وہابی بھوپال نے ترجمان وہابیہ میں مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی وہابی نے سیرت ثنائی میں اور مولوی مسعود عالم ندوی نے ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک میں اس کو بیان کیا ہے۔

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس درخواست کا انگریزی متن بھی شائع کیا تھا۔نواب صدیق حسن کے بیٹے علی حسن نے مآثر صدیقی میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے تفصیل کے لیے ہماری کتاب (وہابیت کے بطلان کا انکشاف) کا مطالعہ فرمائیں مگر اہل سنت وجماعت کا مذہب نیا نہیں بلکہ قدیم ہے دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام مسلمان اس پر کاربند رہے وہابیہ کے نواب صدیق حسن نے یہی لکھا ہے کہ ہندوستان میں جب سے اسلام آیا لوگ حنفی مذہب پر ہی قائم رہے۔

(ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

اکابر وہابیہ کی گواہی

احادیث مبارکہ، آثار صحابہ وتابعین، آئمہ کرام، اولیائے دین اور محدثین عظام

سے ہم نے تراویح کا بیس رکعت ہونا ثابت کر دیا ہے آخر میں وہابیہ پر اتمام حجت کے لیے ان کے اکابر سے بھی اسی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

امام الوھابیہ ابن تیمیہ:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں، کہ

۱۔ قد ثبت ان ابی ابن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعۃ فی زمضان ویو تر بثلث فر آی کثیر من العلما ان ذلک ھو السنۃ لانہ قام بین المھاجرین والا نصار. (فتاوٰی ابن تیمیہ ص۱۱۲ ج۲۳)

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو رمضان شریف بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے لہٰذا اکثیر علماء نے اسے ہی سنت قرار دیا ہے اس لیے کہ انہوں نے مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کی موجودگی میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں تھیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔

۲۔ اسی ابن تیمیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیس رکعت تراویح کا حکم دینا بھی تسلیم بھی کیا ہے اور نقل بھی کیا۔ (منہاج السنۃ ص۲۲۴ ج۲)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے مشہور پنجابی مفسر حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں، کہ

بعضے آٹھ رکعتاں پڑہدی بعضے ویہ رکعتاں
جتنی ودھ عبادت اتنی رب تھیں ودھ براتاں

(محامد الاسلام ص۱۰)

امام الوھابیہ قاضی شوکانی

امام الوھابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں، کہ

عن السائب بن یزید انها عشرون رکعة (نیل الاوطار ص ۵۸ ج ۳)

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

امام الوھابیہ محمد بن عبدالوھاب نجدی:

وہابیہ کے امام محمد عبدالوھاب نجدی لکھتے ہیں، کہ

ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابی ابن کعب کانت صلواتھم عشرین رکعة. (فتاوی محمد بن عبدالوھاب نجدی ص ۹۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدار پر جمع کیا تھا، تو ان کی نماز تراویح بیس رکعت تھی۔

نجدی مذکور نے دوسری جگہ بھی یہی جگہ ہے۔ (موالنات شیخ نجدی ج ۲ ص ۲۳)

نواب صدیق حسن بھوپالی

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

(۱) وعدوا ماوقع فی زمن عمر کالاجماع. (عون الباری ص ۸۶۵ ج ۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے یہ اجماع کی طرح ہے۔

۲: دوسری جگہ نواب صدیق حسن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت تراویح کا حکم دینا نقل کیا۔ (مسک الختام ص ۳۳۶ ج ۲)

۳: نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں، کہ تراویح بیس رکعت کو بدعت کہنے کا کوئی

معنی درجہ نہیں۔ (بدرجہ الاھلہ ص ۸۳)

۴: مزید لکھتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھوائی ہیں، پس اس پر عمل کرنے والا سنت پر عمل کرنے والا ہے۔ (ہدایۃ السائل ص ۱۴۸)

عبدالرحمٰن مبارکپوری:

وہابیہ کے محدث مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری نے متعدد صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور آئمہ محدثین سے تراویح بیس رکعت نقل کی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۷۳-۷۲ ج ۲)

نورالحسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کے بیٹے مولوی نورالحسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ بیس تراویح سے منع کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ (عرف الجادی ص ۸۴)

وحیدالزماں حیدرآبادی:

وہابیہ کے مجتہد اور مترجم صحاح ستہ مولوی وحیدالزماں حیدرآبادی لکھتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفائے راشدین کی ہے۔ (ترجمہ موطاامام مالک ص ۹۶)

مزید لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح بیس رکعتیں تراویح پڑھنا منقول ہے۔ (تیسیر الباری ص ۳۳۳ ج ۲)

اسماعیل سلفی:

وہابیہ کے شیخ الحدیث مولوی اسماعیل سلفی لکھتے ہیں، کہ بعض صحابہ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (فتاوٰی سلفیہ ص ۱۰۸)

محمد ایوب صابر:

وہابیہ کے مولوی محمد ایوب صابر جامعہ محمدیہ ریحان پور لکھتے ہیں، کہ ہم ان کی بیس

رکعت تراویح پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ (تحقیق تراویح ص ۱۰۴)

ہفت روزہ الاعتصام لاہور:

وہابیہ کے ترجمان نے لکھا ہے، کہ

یہ ٹھیک ہے کہ زیادہ آثار بیس رکعت (تراویح) کے متعلق ہی ہیں مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام اور آئمہ فقہاء محدثین سے بھی بیس رکعت تراویح ہی منقول ہیں۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ نومبر ۲۰۰۲ء)

دعوت فکر:

ہم نے بیس رکعت تراویح پر احادیث مبارکہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین کے اقوال نقل کر دیئے اور اتمام حجت کے واسطے وہابیہ کے مسلمہ اکابر سے اپنا مواقف ثابت کر دیا اب تو وہابیوں کو بیس تراویح پر سیخ پا ہونے کی بجائے اسے تسلیم کر لینا چاہیے۔

رکعت تراویح پر وہابی مذہب:

وہابی آٹھ تراویح پر زور اور بیس تراویح پر بڑا شور کرتے ہیں حالانکہ وہابی مذہب میں رکعت تراویح میں کوئی متعین عدد نہیں ہے، یہی وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے انتقاد الرجیح میں وحید الزماں حیدرآبادی نے کنز الحقائق میں مولوی نورالحسن نے عرف الجادی میں لکھا ہے دیکھئے: (انتقاد الرجیح ص ۶ کنز الحقائق ص ۳۰ عرف الجادی ص ۴۸)

جب ان کا مذکورہ بالا مذہب ہے تو اس مسئلہ میں اتنا شور کیوں برپا کرتے ہیں سیخ پا کیوں ہوتے چیلنج کے اشتہار کیوں چھاپتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کا مقصود سنت نہیں صرف اور صرف فتنہ فساد ہے۔

سعودی سکالرز کی تحقیق

(ا) وہابیہ کے ممدوح اور مکہ معظمہ کی یونیورسٹی ام القری کے استاذ محمد علی الصابونی نے

بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مستقل کتاب (ھدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح) لکھی ہے جس میں بے شمار دلائل سے خیر القران سے لے کر اب تک تمام اہل اسلام کا عمل بیس تراویح بتلایا ہے پاکستان میں اس کا ترجمہ اردو میں شائع ہو چکا ہے۔

(۲) عطیہ محمد سالم القاضی بالحکمۃ الکبرٰی اور مدرس مسجد نبوی شریف نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے اس کا نام "التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوٰۃ و اسلام" ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد نبوی شریف میں ہزار سال میں ایک دفعہ بھی ماہ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح با جماعت نہ ادا کی گئی۔

(۳) محمد اسماعیل انصاری عربی عالم نے بھی اس پر مستقل رسالہ رکعت تراویح کے ثبوت میں لکھا ہے جس میں وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی کا شدید رد بلیغ ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

غیر مقلدین وہابیہ آٹھ تراویح کے ثبوت کے لیے بخاری شریف سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت پیش کرتے ہیں، کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان المبارک اور غیر رمضان المبارک میں رات کی نماز گیارہ رکعت سے زائد نہ ہوتی تھی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعت ادا فرماتے پھر چار رکعت ادا فرماتے پھر تین رکعت ادا فرماتے وہابیہ کہتے ہیں کہ یہاں آٹھ تراویح اور تین وتر مراد ہیں۔

الجواب:

اولاً قیاس کرنا وہابیہ کے نزدیک شیطان کا کام ہے (ظفر المبین ص ۴۰) اب یہاں وہابیہ خود قیاس کر کے شیطان کیوں بنتے ہیں اس لیے کہ اس روایت میں تراویح کا کوئی واضح لفظ موجود نہیں ان کو چاہیے کہ کوئی حدیث پیش کریں جو صحیح صریح مرضوع اور غیر معارض ہو ثانیاً اس حدیث بالا سے تراویح ہرگز مراد نہیں ہے بلکہ اس سے تہجد کی نماز مراد ہے اسکے چند

ایک دلائل حاضر خدمت ہیں۔

(۱) اس حدیث سے آئمہ اربعہ میں سے کسی نے استدلال نہ کیا کہ اس سے مراد آٹھ تراویح ہیں وگرنہ کوئی نہ کوئی تو ان میں آٹھ تراویح کا قائل ہوتا امام ترمذی کا اسلوب یہ ہے کہ ہر مسئلہ میں اقوال آئمہ نقل فرماتے ہیں مگر رکعات تراویح بیس متعدد اقوال نقل کیے مگر آٹھ تراویح کا قول کسی امام محدث فقیہہ کا نقل نہ کیا۔

(۲) آئمہ محدثین امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام ابوداؤد امام مالک امام ابن خزیمہ امام عبدالرزاق امام ابی عوانہ وغیر نے اپنی کتب حدیث میں اس حدیث کو درج کیا مگر قیام الیل تہجد کے باب میں درج کیا ثابت ہوا کہ ان تمام کے تمام محدثین کے نزدیک اس حدیث میں تہجد کا ذکر ہے۔

(۳) امام بخاری اما محمد نے اگر چہ اسے قیام رمضان کے باپ میں درج کیا مگر اس میں صرف وہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سارا سال تہجد پڑھی جاتی ہے اس طرح ماہ رمضان المبارک میں بھی پڑھی جاتی ہے جو ان محدثین کا مقصود تراویح بتلاتا ہے اس کے ذمہ یہ فرض ہے کہ وہ اس کی دلیل بیان کرے اور پھر وہابیہ کے نزدیک تقلید ویسے ہی شرک ہے تو اب امام بخاری وغیرہ کی تقلید کیسے جائز ہوگئی۔

(۴) اس حدیث میں واضح طور پر موجود ہے کہ رمضان اور غیر رمضان کی نماز گیارہ رکعت تھی حالانکہ تراویح صرف رمضان میں ہوتی ہے جبکہ تہجد سارا سال ہوتی ہے۔

(۵) تراویح میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے یعنی تراویح دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں جبکہ اس حدیث میں چار چار رکعت پڑھنے کا ذکر ہے یہ حدیث تو خود وہابیہ کے مخالف ثابت ہوگئی، اس لیے کہ یہ بھی تراویح صرف دو دو کر کے پڑھتے ہیں۔

(۶) اس حدیث میں یہ نماز تنہا پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح تو باجماعت عموماً پڑھی

جاتی ہے خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تیس دن باجماعت نماز تراویح ادا کی تھی پھر توہابیوں کو چاہے کہ وہ باجماعت تراویح نہ پڑھیں بلکہ تنہا تنہا پڑھیں اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ اس حدیث کا تعلق تہجد سے ہے نہ کہ نماز تراویح سے

(۷) اگر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نزدیک تراویح آٹھ رکعت ہوتی تو جلیل القدر صحابہ کرام کے باجماعت نماز تراویح بیس رکعت ادا کرنے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کو روک دیتیں مگر ایسا ہرگز ثابت نہیں ہے۔

(۸) اس حدیث میں تین وتر کا ذکر ہے وہابی ایک وتر کے قائل ہیں اور اگر کبھی تین وتر پڑھیں گے تو وہ بھی دو سلاموں کے ساتھ پڑھیں گے یہ حدیث تو خود ان کے مخالف ثابت ہو گئی۔

(۹) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو تہجد پر معمول کیا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۹ ج ا فارسی)

مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی یہی کہا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۴۸)

امام قسطلانی بھی اس حدیث کا تعلق تہجد سے بتلاتے ہیں (ارشاد الساری ص ۴۲۶ ج ۳)

دیگر آئمہ سے اس کا ثبوت موجود ہے خوف طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

(۱۰) وہابیہ کے اکابر ابن تیمیہ قاضی شوکانی نواب صدیق حسن بھوپالی مولوی نور الحسن بھوپالی مولی وحید الزماں حیدر آبادی تو تعداد رکعت تراویح کو معین مانتے ہی نہیں ہیں اگر حدیث مذکور سے آٹھ تراویح کا ثبوت نکلتا تو وہابی اکابر آٹھ تراویح اس حدیث سے ضرور ثابت کرتے مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ثابت ہو گیا، کہ اسی حدیث کا تعلق یقیناً نماز تہجد سے ہے نہ کہ نماز تراویح کے ساتھ شاولی اللہ نے بھی اس حدیث کا تعلق نماز تہجد سے لکھا ہے۔

(حجتہ اللہ البالغہ ص ۱۹۵ ج ۲)

(۱۱)　اور پھر جھوٹ بددیانتی کے بل بوتے پر وہابی امام بخاری کا یہ موقف بتلاتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے حالانکہ ان وہابیوں کی عقل ماری گئی ہے۔اس لیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ موقف سوائے جھوٹ اور بدیانتی کے کچھ نہیں ہے اور پھر یہ ظاہر ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد تھے (طبقات الشافعیۃ الکبری ص ۲۱۲ ج ۲) خود وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی امام بخاری کا شافعی ہونا اپنی کتب الحطہ اور ابجد العلوم میں تسلیم کیا ہے جب وہ شافعی ہوں تو امام شافعی تو بیس تراویح کے قائل ہیں تو امام بخاری کا بیس تراویح کا قائل ہونا ضرور ہے۔

(۱۲)　تمام محدثین اس کو امام مالک کی سند سے لائے ہیں مالک نے کبھی بھی اس سے تراویح کا استدلال نہیں کیا۔

(۱۳)　وہابیہ کے امام ابن قیم نے حدیث کو مذکور کو تعلق تہجد سے بتلایا ہے۔(زاد المعاد ص ۸۶ ج ۱)

(۱۴)　ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت بھی مروی ہے۔　(بخاری ص ۱۵۶)

وہابیہ کے ابن تیمیہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔　(فتاوی ابن تیمیہ ص ۱۸۵ ج ۱)

مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری نے بھی تسلیم کیا (تحفۃ الاحوذی ص ۳۷ ج ۲) اب وہابیہ بتلائیں یہ تراویح ہے یا تہجد۔

تراویح اور تہجد کو ایک کہنا غلط ہے

جب غیر مقلدین وہابیہ اپنا موافق ثابت کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ تراویح اور تہجد ایک ہی ہے اس پر ہماری درج ذیل معروضات پر غور فرمائے۔

۱۔　وہابیہ کا یہ دعویٰ عقلاً نقلاً دونوں طرح سے باطل و مردود ہے اس لیے کہ ان کا یہ

دعوٰی بلا دلیل ہے ان کو تو چاہیے کہ یہ اپنے اصول پر قائم رہتے ہوئے اسکا ثبوت صحیح صریح مرفوع اور غیر معارض حدیث سے پیش کریں مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے اور انشاء العزیز قیامت کی صبح تک وہابی ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے عقلاً اس طرح باطل ہے کہ ایک نماز جس کو گیارہ مہینے تہجد کا نام دیا جائے اور بارھویں مہینے رمضان میں تراویح ایک مہینے کے لیے بن جائے؟

۲۔ پوری امت کے تمام محدثین کرام نے تہجد اور تراویح کے ابواب علیحدہ علیحدہ باندھے اسی طرح فقہائے کرام خواہ مذہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی کوئی بھی ہوں انہوں نے بھی تہجد اور تراویح کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں گویا یہ محدثین اور فقہاء کا اجماعی مسئلہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۳۔ وہابیہ کو چاہیے کہ صریح صحیح مرضوع غیر معارض حدیث پیش کریں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کے بعد تہجد نہیں پڑھی حالانکہ اس کے الٹ ثابت ہے کہ نماز عشاء کے بعد ایک نماز جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی اور ایک نماز گھر میں جا کر پڑھی گویا تراویح با جماعت پڑھی اور تہجد گھر تنہا پڑھی۔ (مسلم ص ۳۵۶ ج ۱)

۴۔ حضرت طلق بن علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اسی طرح ثابت ہے کہ ایک نماز با جماعت عشاء کے بعد پڑھتے اور ایک نماز تنہا گھر میں پڑھتے۔ (ابوداود ص ۲۰۳ ج ۱)

گویا با جماعت تراویح پڑھتے اور تہجد علیحدہ گھر میں پڑھتے حضرت امام مالک اور حضرت ابومحمد حضرت ابوالحسن زیادت سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ (المدخل ص ۲۹۹ ج ۲)

۵۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تراویح و تہجد کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا صورت بالا کی طرح پڑھنا ثابت ہے امام ابن حجر نے نقل کیا۔ (ھدی الساری ص ۲۵۳ ج ۲)

تاریخ بغداد میں بھی اس طرح مذکور ہے اور پھر وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر

آبادی نے بھی یونہی نقل کیا ہے۔ (تیسیر الساری ص ۴۹ ج ۱)

وہابیہ کے مولوی عبدالسلام مبارکپوری نے بھی یہی نقل کیا ہے مولوی عبدالستار نے بھی نقل کیا ہے۔ (سیرت البخاری ص ۸۷ طبع ملتان بقرۃ الباری ص ۱۲)

۶۔ خود وہابیہ کے شیخ الکل مولوی نزیر حسین دہلوی بھی تراویح کے بعد صبح تہجد بھی پڑھتے تھے۔ (الحیات بعد الحمات ص ۱۳۸ طبع سانگلہ ہل)

۷۔ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری بھی تراویح اور تہجد کو الگ الگ سمجھتے ہیں انہوں نے اس پر کافی بحث کی ہے اسلیے کہ مولوی عبداللہ چکڑالوں نے تراویح کو مکروہ قرار دے دیا اور دعویٰ کیا تراویح اور تہجد ایک ہے تو مولوی ثنا اللہ امرتسری نے اس کا تفصیلی رد کیا ہے دیکھئے (اہل حدیث کا مذہب ص ۶۸ طبع کراچی)

امرتسری سے سوال ہوا کہ جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے اور پھر وہ آخرات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ

پڑھ سکتا ہے کہ تہجد کا وقت صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاوی ثنائیہ ص ۴۳۱ ج ۱ ☆ فتاوی علمائے حدیث ص ۳۳۱ ج ۲)

۸۔ اگر تہجد اور تراویح ایک ہے تو خود وہابیہ غیر مقلدین آٹھ رکعت ہی کو مسنون کہہ کر اسے ہی کیوں پڑھتے ہیں چار چھے اور دس رکعت تہجد بھی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے پس وہ انہیں سنت کہہ کر رمضان شریف میں کبھی کبھی انہیں ادا کیوں نہیں کرتے۔

۹۔ تراویح اول شب میں پڑھی جاتی ہے اور تہجد اخیر شب میں۔

۱۰۔ تراویح سونے سے قبل نماز عشاء کے بعد ہوتی ہے اور تہجد سو کر اٹھنے کے بعد ہوتی ہے خود وہابیہ کے وحید الزماں لکھتے ہیں کہ تہجد نیند کے بعد ہوتی۔ (نزل الابرار ص ۱۲۶ ج ۱)

جلیل القدر آئمہ، محدثین، مفسرین اور آئمہ لغت یہی فرماتے ہیں۔ فتاوی علمائے حدیث میں امام رازی کے حوالے سے یہی نقل کیا گیا۔ (فتاوی علمائے حدیث ص ۲۴۴ ج ۶) اس میں شیخ سلیمان الجمل کی (فتوحات الہیہ ص ۳۲۷ ج ۲) کے حوالہ سے پس لکھا ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۵ ج ۶) ان آئمہ تفسیر بھی یہی تحریر کیا ہے۔

(تفسیر ابن جریر ص ۹۶ ج ۵ روح المعانی ص ۱۳۸ ج ۵ تفسیر مظہری ص ۷۰ ج ۵)

بخاری شریف ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہجد کے لیے اٹھنا مرغ کی اذان کے وقت مرقوم ہے۔

پھر حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۵۴ ج ۳)

۱۱۔ تہجد کی مشروعیت قرآن مجید سے اور تراویح کی مشروعیت حدیث مبارکہ سے ثابت ہوئی بہرحال ہمارے ان تفصیلی دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں اور ام مومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق تہجد سے ہے نہ کہ تراویح سے۔

وہابیہ کے دلائل کے منہ توڑ جوابات

بحمدہ تعالیٰ ہم نے بیس تراویح کے دلائل احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ کرام آئمہ مجتہدین فقہائے کرام کے اقوال سے درج کردیے ہیں اور آخر میں اتمام حجت کے واسطے وہابیہ کے اکابر سے احناف اہل سنت و جماعت بریلوی کا موقف ثابت کر دیا ہے اب ہم اختصار کے ساتھ وہابیہ کے آٹھ رکعت کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات پیش کریں گے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائے۔ (آمین)

پہلی دلیل:

غیر مقلدین وہابیہ ابن خزیمہ وغیرہ کتب سے حضرت جابر سے منسوب ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعت تراویح ماہ رمضان میں پڑھائیں ملخصا اور ایک روایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہابیہ نے اس موضوع پر جس قدر کتب لکھی ہیں تقریباً سب میں یہی درج کیا ہے مثلاً حکیم صادق سیالکوٹی نے صلواۃ الرسول میں مولوی عبداللہ روپڑی نے اہل حدیث کے امتیازی مسائل وغیرہ کتب یہ روایات ہیں ایک ابن خزیمہ میں دوسری قیام اللیل ہیں۔

الجواب بعون الوھاب:

(۱)　جس روایت پر بکلیہ تمام امت مسلمہ کی اکثریت کا عمل نہ ہو وہ بظاہر باعتبار سند اگر چہ صحیح بھی ہو وہ حقیقت میں غیر صحیح ہوتی ہے محدثین کی اصطلاح میں اسے معلل اور معلول کہتے ہیں جس کی بے شمار مثالیں کتب حدیث اور کتب اصول حدیث میں موجود ہیں اصول حدیث سے تھوڑی واقفیت رکھنے والا بھی اس کو بخوبی جانتا ہے بلکہ اس اصول کو وہابیہ کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے، مثلاً وہابیہ کے امام ابن حزم اور ان کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے ان روایات جن میں معوذتین (سورۃ فلق اور سوۃ الناس) کے قرآن ہونے سے انکار کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے حلانکہ ان میں سے بعض روایات صحیح بخاری وغیرہ دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں اس موضوع اور من گھڑت قرار دینے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ روایات خبر واحد ہیں اور قرات امام عاصم کوفی بروایت امام حفص جس کا سلسلہ خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے پورے جہاں میں پڑھی جاتی ہے متواتر ہے اس میں معوذتین موجو ہے معوذتین کے انکار کی روایات خبر واحد ہیں اور اس تواتر کے خلاف ہیں اگر ان

روایات کو مان لیا جائے تو تواتر کا انکار ہوگا جو کفر ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی اصول بیان کیا ہے کہ آئمہ اربعہ اور ان کے اصحاب کا کسی حدیث پر بالکلیہ عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے یا موول ہے۔ (تفسیر مظہری ص۶۴ ج۲)

پھر ابن خزیمہ میں ہی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صلواۃ قیام اللیل ادا فرماتے تو تکبیر تحریمہ تین بار پھر ثناء کے بعد لا الہ الا اللہ تین مرتبہ کہتے پھر اللہ اکبر تین بار کہتے پھر تعوذ پڑھتے امام ابن خزیمہ نے خود اس حدیث کے متعلق بالکل واضح لکھا ہے ماضی وحال میں کہیں نہیں سنا گیا کہ کہ یہ حدیث اسی طرح کہیں بھی اہل علم کا معمول یہ ہو اور نہ ہی ہماری معلومات کے مطابق کسی عالم سے ایسا منقول ہے کہ ثناء سے پہلے تین مرتبہ تکبیر تحریمہ کہی ہو۔ (صحیح ابن خزیمہ ص۲۳۹ ج۱)

اختصار مانع ہے وگرنہ بے شمار دلائل نقل کر دیتا بہر حال ہمارا مدعا ثابت ہو چکا ہے۔

(۲) یہ روایت کثیر احادیث صحیحہ سے متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے اور ان میں سے بعض احادیث صحیح اور صحاح ستہ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابوداود ابن ماجہ وغیرہ کتب میں بھی موجود ہیں ان میں واضح لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین رات باجماعت نماز تراویح ادا فرمائی۔

اس حدیث ابن خزیمہ میں ایک رات تراویح باجماعت پڑھنے کا ذکر ہے یا مذکور حدیث تراویح سے متعلق نہیں ہے۔ اور پھر ہم حیران ہیں کہ جب بھی کسی مسئلہ پر ان وہابیہ سے گفتگو ہو تو ہم سے تو یہ لوگ بخاری مسلم یا کم از کم صحاح ستہ کا حوالہ مانگتے ہیں خود آٹھ رکعت بزعم خود تراویح کو صحاح ستہ سے بھی ثابت نہ کر سکے چہ جائیکہ بخاری مسلم سے یہ ثابت کرتے اس کو کہتے ہیں۔

(ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور)

(۳) اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو آئمہ اربعہ میں سے کوئی تو اس کے مطابق وہابیوں کی طرح آٹھ رکعت تراویح کا قائل ہوتا مگر ایسا ہر گز نہیں جیسا کہ آپ تفصیلا پڑھ چکے ہیں۔

(۴) یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس کی دلیل یہ ہے ابی ابن کعب والی روایت قیام اللیل میں اس کے ایک راوی محمد بن حمید رازی ہیں جن کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں فیہ نظر: (میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ تہذیب التہذیب ص ۱۳۹ ج ۹ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹۱)

امام بخاری کے فیہ نظر کہنے کا مطلب وہابی اکابر سے ہی پوچھ لیجئے وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ جب امام بخاری راوی کے حق میں فیہ نظر کہہ دیں تو اس حدیث سے استدلال پکڑا جا سکتا ہے نہ دوسری روایت کی شاہد ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ متابعت کا کام دے سکتی ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث ص ۳۲۴ ج ۲)

وہابیہ کے محدث مولوی عبداللہ نحازی پورس لکھتے ہیں کہ امام بخاری لفظ فیہ نظر اور لفظ سکتو عنہ اس راوی کے حق میں استعمال کرتے ہیں جو متروک الحدیث ہوتا (ہے رکعات تراویح ص ۲۱، ۲۴) اس محمد بن حمید کے بارے امام نسائی فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کذاب ہے میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳، تہذیب التہذیب ص ۱۳۷ ج ۹، کتاب الجر وحسن حاشیہ ص ۳۰۴ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹۱ ج ۲، یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ محمد بن کثیر، جوز جانی کہتے ہیں کہ محمد بن حمید روی المذہب اور غیر ثقہ ہے یعنی مذہب کا گندہ اور ثقہ نہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹) ابن خراش نے کہا کہ ہمیں محمد بن حمید نے حدیث سنائی خدا کی قسم وہ جھوٹ بولا کرتا تھا میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹ اکمال فی اسماء الرجال ص ۳۳۳ ری کے مشائخ اور حفاظ نے بالاتفاق کہا کہ محمد بن حمید حدیث میں بہت ہی ضعیف ہے وہ ایسی بات کہہ دیتا ہے جو سنی بھی نہ ہو وہ بصرہ اور اہل کوفہ کی احادیث

لیکر اہل راوی سے بیان کرنے لگتا ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹) ابو احمد اعسال نے کہا کہ میں فضلک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن حمید کے پاس گیا تو میں نے اسے متنوں (احادیث کے متن) پر اپنی طرف سے سندیں (اسناد) چھوڑتے ہوئے دیکھا۔

(میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳)

صالح بن محمد نے کہا کہ میں نے محمد بن حمید سے بڑھ کر اللہ تعالی پر جرات کرنے والا کوئی نہیں دیکھا یہ لوگوں کی احادیث لے کر ان کو پلٹ دیتا تھا۔ (تہذیب التہذیت ص ۱۲۷ ج ۹ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹۱ ج ۲ کتاب المجر وحین حاشیہ ص ۳۰۳ ج ۲ میزان اور اعتدال ص ۵۳۰ ج ۱۳ اکمال فی اسحار الرجال ص ۳۳۳) ابو زرعہ اور ابن رواہ نے اسے جھوٹا کہا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔

(میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ کتاب المجر وحین ص ۳۰۴ ج ۱۲ اکمال فی اسماء الرجال ص ۳۳۳ تنزیہ الشریعۃ ص ۱۰۴ ج ۱)

امام فضلک نے کہا، کہ محمد بن حمید کی پچاس ہزار احادیث میرے پاس موجو ہیں، کہ میں ان میں سے ایک حرف بھی بیان نہیں کرتا۔ (میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ کتاب المجر وحین حاشیہ ص ۳۰۴ ج ۲) امام ابن مبارک نے ضعیف کہا (میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳)۔

ایک راوی یعقوب قمی

ان دونوں روایات کا ایک راوی یعقوب قمی ہے امام دار قطنی نے یعقوب قمی کے متعلق کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

(تہذیب التھذیب ص ۳۹۱ ج ۱۱، میزان الاعتدال ص ۴۵۲ ج ۴ تہذیب الکمال ص ۳۳۷ ج ۲۳)

محقق عبد الغفار بغدادی نے امام دار قطنی سے اس کی تصنیف نقل کی ہے (حاشیہ طبقات کے المحد نہیں جلد ۲ ص ۱۱۷، امام ابن جوزی نے اس کو الفعہ والمتد قین میں ذکر کیا ہے۔

اس کی ایک روایت کے متعلق وہابیہ کے ممدوح ابن کثیر نے لکھا کہ اس کی سند سخت ضعیف ہے یہ حدیث منکر اور یعقوب قمی شیعہ ہے ایسے مسائل میں اس کا تفرد قبول نہیں۔ (البدایہ والنھایہ ص ۲۷۵ ج ۱)

یعقوب قمی پر محدثین کرام کی مزید جرح

امام دارقطنی نے کہا کہ یعقوب قمی لیس بالقوی قوی نہیں ہے۔

(تہذیب الکمال، ص: ۳۴۷ ج ۳۲ للمزی طبع بیروت)

محقق عبدالغفار بغدادی نے اسی یعقوب قمی کے متعلق لکھا ہے کہ:

ان الدار قطنی ذکرہ بالتضعیف

بے شک امام دارقطنی نے اسے ضعفاء (ضعیف راویوں) میں شمار کیا ہے۔

(حاشیہ طبقات المحدثین، ص ۱۷۷ ج ۲ طبع بیروت)

محدث ابن جوزی نے اسے کتاب الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے یعقوب قمی کے متعلق لکھا ہے کہ

صدوق یھمم تقریب التہذیب، ص ۳۸۶ طبع لاہور

عیسیٰ بن جاریہ پر محدثین کرام کی جرح

ان دونوں روایات کے ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ نے اس پر محدثین کرام نے سخت جرح کی ہے۔

امام ابوبکر بن ابی خثیمہ کی تحقیق

امام جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی لکھتے ہیں کہ:

قال ابوبکر بن ابی خیثمہ عن یحیٰ بن معین لیس حدیثہ بذاک امام ابوبکر بن ابی خثیمہ

فرماتے ہیں کہ امام الجرح والتعدیل امام یحیٰ بن معین نے فرمایا کہ عیسیٰ بن جاریہ کی احادیث قوی نہیں ہیں۔ (تہذیب الکمال، ۵۸۹، ج:۲۲، تہذیب التہذیب، ص ۲۰۷، ج ۸)

محدث عباس الدوری کی تحقیق:

قال عباس الدوری عن یحییٰ بن معین عنده مناکیر

محدث عباس الدوری فرماتے ہیں کہ امام یحیٰ بن معین نے فرمایا کہ عیسی بن جاریہ کے پاس منکر روایات ہوتی ہیں۔ (تہذیب الکمال، ص:۵۸۹، ج ۲۲ تہذیب التہذیب، ص ۲۰۷، ج ۸)

محدث ابوعبید الاجری کی تحقیق

وقال ابو عبید الاجری عن ابی داؤد منکر الحدیث

محدث ابوعبید الاجری فرماتے ہیں کہ امام ابو داوٗد نے عیسیٰ بن جاریہ کو منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ص ۵۸۹، ج:۲۲، تہذیب التہذیب، ص ۲۰۷، ج:۸)

محدث عبدالقدوس بن محمد نذیر کی تحقیق

محدث عبدالقدوس بن محمد نذیر مجمع البحرین کی تخریج میں عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

ضعفه ابن معین وقال ابو داؤد منکر الحدیث

امام ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابوداوٗد نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث ہے۔ (حاشیہ تحقیق مجمع البحرین، ص:۳۲،۲۳)

امام ابن حجر عسقلانی کی تحقیق:

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

عیسیٰ بن جاریه یا لجیم الانصاری المدنی فیه لین من الرابعة عیسیٰ بن

جاریہ میں ضعف ہے۔ (تقریب التھذیب:ص ۲۷۰)

محدث محمد بن احمد بن حماد کی تحقیق

امام ابن عدی لکھتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن احمد بن حماد ثنا عباس عن یحییٰ قال عیسیٰ بن جاریه یروی عنه یعقوب القمی لا اعلم روی عنه وحدیثه لیس بذاک

ہمیں محدث محمد بن احمد بن حماد نے بتایا کہ محدث عباس الدوری نے امام یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا عیسیٰ بن جاریہ، یعقوب قمی اس سے روایت کرتا ہے اور میں اس کی روایت کے علاوہ نہیں جانتا، عیسیٰ بن جاریہ کی احادیث قوی نہیں ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، ص ۲۴۸ ج:۵)

امام نسائی کی تحقیق

امام ابن عدی لکھتے ہیں کہ:

وقال النسائی عیسیٰ بن جاریه یروی عنه یعقوب القمی منکر الحدیث.

امام نسائی نے فرمایا، کہ عیسیٰ بن جاریہ، یعقوب قمی اس سے روایت کرتا ہے۔ عیسیٰ منکر الحدیث ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، ص:۲۴۸، ج:۵)

امام ابن عدی کی تحقیق

امام ابن عدی عیسیٰ بن جاریہ کی روایات کے متعلق لکھتے ہیں کہ

کلها غیر محفوظة اس کی تمام روایات غیر محفوظ ہیں۔

(تہذیب التہذیب ص ۲۰۷ ج ۸، الکامل فی الضعفاء ص ۲۴۹ ج ۵)

امام ساجی اور امام عقیلی کی تحقیق

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

قلت ذکرہ الساجی والعقیلی فی الضعفاء

میں کہتا ہوں کہ امام ساجی اور امام عقیلی نے اسے (عیسیٰ بن جاریہ) کو ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۲۰۷ ج ۸)

محدث محمد بن عیسیٰ کی تحقیق

امام عقیلی لکھتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن عیسیٰ قال حدثنا عباس قال سمعت یحییٰ قال عیسیٰ بن جاریہ روی عن یعقوب القمی حدیثہ لیس بذاک وموضع آخر عیسیٰ بن جاریہ عندہ مناکیر.

ہم سے محدث محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم سے محدث عباس الدوری نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عیسیٰ بن جاریہ روایت کیا گیا یعقوب قمی سے، اس کی احادیث قوی نہیں ہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اس کے پاس منکر روایات ہوتی ہیں۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ص:۳۸۳، ج:۳)

محدث امام ابن جوزی کی تحقیق

امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ:

عیسیٰ بن جاریہ یروی عنہ یعقوب القمی قال یحییٰ عندہ احادیث مناکیر وقال النسائی متروک الحدیث

عیسیٰ بن جاریہ اس سے یعقوب قمی روایت کرتا ہے امام یحییٰ بن معین نے فرمایا

کہ اس کے پاس منکر حدیثیں ہوتی ہیں اور امام نسائی نے فرمایا کہ متروک الحدیث ہے یعنی اس کی حدیث ترک کی جاتی ہے۔ (کتاب الضعفاء والمتروکین، ص: ۲۳۸، ج:۲ طبع مکہ مکرمہ)

امام نسائی کی تحقیق:

امام نسائی لکھتے ہیں کہ

عیسیٰ بن جاریه یروی یعقوب القمی منکر

عیسیٰ بن جاریہ اس سے یعقوب قمی روایت کرتا ہے منکر الحدیث ہے۔

(الضعفاء والمتروکین ص: ۱۲۷، طبع بیروت)

امام ذہبی کی تحقیق:

امام ذہبی اس عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: **قال النسائی مترو** کا امام نسائی نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ (المغنی فی الضعفاء، ص: ۱۷۴، ج:۲)

ایک اور مقام پر امام ذہبی لکھتے ہیں کہ:

عیسیٰ بن جاریه شیخ یعقوب القمی قال النسائی متروک

عیسیٰ بن جاریہ جو شیخ ہے یعقوب قمی کا امام نسائی نے فرمایا کہ متروک الحدیث ہے۔ (دیوان الضعفاء والمتروکین، ص: ۲۱۹، ج: ۲ للذہبی)

امام سخاوی کی تحقیق:

امام سخاوی نے اسی عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق لکھا ہے کہ

قال ابن معین لیس بذاک عنده مناکیر ...... قال ابو داؤد منکر الحدیث .

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ یہ (راوی عیسیٰ) قوی نہیں ہے اس کے پاس منکر

روایات ہوتی ہیں۔امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔

(التحفۃ اللطیفہ، ص:۳۶۵، ج:۲طبع بیروت)

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی کی تحقیق

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی لکھتے ہیں کہ:

سمعت ابی یقول ذلک نا عبد الرحمن نا ابو بکر بن ابی خیثمه فیما کتب الی قال سمعت یحییٰ بن معین یقول لیس حدیث عیسیٰ بن جاریه بذالک لا اعلم احدا روی عنه غیر یعقوب القمی:

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ عیسیٰ بن جاریہ کی حدیث قوی نہیں ہے۔

(کتاب الجرح والتعدیل ص:۲۷۳، ج۲)

امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین کی تحقیق

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:

عن ابن معین عنده مناکیر

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ (عیسیٰ بن جاریہ) اس کے پاس منکر روایات ہوتی ہیں۔ (تہذیب التہذیب، ص:۲۰۷، ج۸)

قارئین کرام! ہم نے جلیل القدر محدثین کی عیسیٰ بن جاریہ پر جرح کتب معتبرہ سے نقل کر دی ہیلہٰذا مویویز بیر علی زئی کے بقول جمہور کے مقابلہ میں خود ان وہابیوں بالخصوص مولوی زبیر علی زئی وہابی اور مولوی داؤد ارشد وہابی وغیرہ کا اس کی توثیق نقل کرنا باطل ومردود ٹھہرا، اور یہ روایت ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔

نیز امام ہیثمی کی تحسین سے وہابیوں کا استدلال بھی باطلب ومردود ہے اس لئے کہ امام ہیثمی کی تحسین تو خود وہابیوں کے اکابر سے ہی محل نظر ہے۔

وہابیوں کے محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے کہ امام ہیثمی کی تحسین پر دل مطمئن نہیں ہوتا۔ امام ابن حجر نے ان کے اوہام جمع کرنا شروع کئے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا تو یہ ناراض ہوئے تو انہوں نے اسے ترک کر دیا۔ (ابکار المنن، ص:۶۷، ص:۸۳)

وہابیوں کے محدث مولوی عبدالروف نے بھی امام ہیثمی کی تحسین کو محل نظر لکھا ہے

(القول المقبول، ص:۷۰۸)

وہابیوں کے امام قاضی شوکانی نے بھی امام ابن حجر عسقلانی کے امام ہیثمی کے اوہام جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (البدر الطالع، ص:۴۴۲، ج:۱)

وہابیہ کے محدث ارشاد الحق اثری نے بھی اس طرح لکھا ہے۔

(توضیح الکلام، ص:۴۱۱، ج:۲)

جب امام ہیثمی کی تحسین تمہارے اکابر کے ہاں محل نظر ہے تو اس سے تمہارا استدلا ل کرنا باطل و مردود ٹھرا۔

خود وہابیہ کے مولوی عبدالروف جو حکیم اشرف سندھو کا پوتا ہے نے پہلی روایت حدیث جابر جس میں حضور علیہ الصلواۃ واسلام کی نماز کا ذکر ہے کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کی سند عیسی بن جاریہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (القول المقبول ص ۶۱۰)

دوسری حدیث جابر جس میں حضرت ابی ابن کعب کا واقعہ مذکور ہے کے متعلق اس مولوی عبدالروف نے لکھا ہے کہ اس کی سند بھی عیسیٰ بن جاریہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(القول المقبول ص ۶۱۰)

(۵) ابی ابن کعب کے واقعہ کا نماز تراویح سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تہجد کا واقعہ ہے جو کہ حضرت ابی ابن کعب کے گھر کا ہے، فی رمضان کے الفاظ راوی کے مدرج ہیں حضرت جابر کی روایت مسند احمد میں ہے اس میں رمضان شریف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(مسند امام احمد ص ۱۱۵ ج ۵)

خود وہابیہ کے مولوی عبدالمنان نورپوری کو بھی لکھنا پڑا کہ یاد رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز تراویح کی تعداد رکعات کے اثبات کا مدار حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نہیں۔ (تعداد تراویح ص ۲۷)

(۶) یہ روایات دونوں صرف ایک ہی سند سے مروی ہیں امام طبرانی نے فرمایا کہ اس سند کے سوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی روایت نہیں ہے قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عیسی بن جاریہ کے سوا کوئی تابعی روایت بیان نہیں کرتا اور پھر اس کا کوئی متابع یا شاہد بھی موجود نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس تراویح پر تمام صحابہ کرام کا جمع ہونا اور یہ آٹھ رکعت والی روایت ہے کا کسی صحابی کو معلوم نہ ہونا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کسی کو اسی روایت کی خبر نہ دینا بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے غلط منسوب ہے صحابہ کرام اور تابعین کی کسی جماعت نے اس روایت پر مواظبت فرمائی؟ اور کسی مسجد میں اس روایت پر عمل کیا اس کی بھی نشاندہی وہابیوں کو کرنی چاہیے اب وہابیوں کو چاہے کہ یہ نہ کہیں کہ اس کو فلاں نے صحیح کہا یہ تقلید ہو جائے گی اور یہ وہابیوں کے مذہب میں شرک ہے وہابیوں کو چاہیے کہ اس حدیث کی تصحیح یا تو اللہ تعالی سے ثابت کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیونکہ آپ کے دعویٰ کے مطابق اللہ نے ہاتھ دو دیئے ہیں اور ان میں چیزیں بھی دو ہی دی ہیں ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کوئی تیسرا ہاتھ ہے اور نہ کوئی تیسری چیز۔

دوسری دلیل:

غیر مقلدین وہابیہ موطا امام مالک وغیرہ کتب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم گیارہ رکعت پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اس روایت کے راوی محمد بن یوسف ہیں یہ روایت بیان کرنے والے محمد بن

یوسف کے پانچ شاگرد ہیں امام مالک یحییٰ بن قطان عبدالعزیز بن محمد ابن اسحاق، داؤد بن قیس ان کی روایات باہم متارض ہیں کسی نے گیارہ رکعت کا قول کہا کسی نے اکیس رکعت کا اور کسی نے تیرہ رکعت کا وغیرہ بعض میں حضرت عمر رضی اللہ کے حکم کا ذکر ہے بعض میں نہیں اب یہ تو وہابیہ ہی بتلائیں گے کہ کون سا قول صحیح ہے اور کون سا غلط مگر شرط یہ ہے کہ وہ راجح قول ہونا حدیث صحیح سے دکھلائیں گے قیاس کر کے اپنے دعوی کے مطابق شیطان نہ بنیں۔

۲۔ محمد بن یوسف کے شاگردوں کے اقوال میں تعداد رکعت گیارہ اکیس میں تطبیق ابن عبدالبر نے جو دی ہے وہ وہابیہ کے محدث مبارکپوری نے نقل کی ہے ہوسکتا ہے پہلے گیارہ کا حکم ہو پھر اکیس کا۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۷۴ ج ۲)

امام زرقانی نے بھی اس تطبیق کو پسند کیا (زرقانی شرح موطا ص ۲۱۵ ج ا تحفۃ الاخیار ۱۹۱) اور یہ موقف بھی وہابیہ کے خلاف ہے اور احناف کے مواقف کے قریب تر ہے۔

۳۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ کے دوسرے شاگرد یزید بن خصیفہ کی صحیح سند سے روایت فتح الباری وغیرہ کتب کے حوالہ سے گزر چکی ہے، کہ ابی ابن کعب تراویح بیس کے قائل تھے، اور پھر یزید بن خصیفہ کے تمام شاگرد اس کو روایت کرتے ہیں۔ دوسری طرف محمد بن یوسف کے شاگرد آپس میں متعارض اقوال پیش کرتے ہیں اس لیے جو روایت صحیح سند سے منقول ہے اور اسے امت کے تلقی بالقول کا درجہ بھی حاصل ہے اس کو چھوڑ کر ایک غیر معروف اور متعارض وشاذ روایت پر عمل کرنا کون سی دانش مندی ہے۔ ان کو علم ہونا چاہے کہ مضطرب روایت سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

۴۔ وہابیوں کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ وہ کسی محدث یا فقہیہ کا قول پیش کر کے دلیل دے اس سے استدلال کرے اس لیے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے غیر نبی کے ذاتی قول کو ماننے کا نام تقلید ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۲۸۰ ج ۱)

اور تقلید ان کے مذہب میں شرک ہے **کما صرح فی کتب الوھابیہ**

۵۔ پھر اس روایت میں تین وتر کا ذکر ہے جو کہ ان کے مذہب کے خلاف ہے یہ ایک وتر کے قائل ہیں۔ یہ تو یہودیوں والی بات ہے کہ افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعضکہ ایک آدھا حصہ مان لیا آدھا چھوڑ دیا۔

وہابیوں کی دوغلہ پالیسی

عموماً وہابی لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث کو ماننے والے ہیں حدیث کے آگے ہم کسی کی بات نہیں مانتے مگر جب ان کے سامنے قرآن وحدیث پیش کر دیا جائے تو اپنے مواقف کے خلاف قرآن حدیث دیکھ کر تاویلیں کرنا شروع کر دیں گے یہ حدیث ضیف ہے اس کا یہ مطلب ہے وہ مطلب وغیرہ اور پھر یہ دعوی کرتے ہیں کہ جو کام حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نہیں کیا ہم ہرگز نہ کریں گے۔ مگر اس دعوی کی حقیقت صرف ہم اپنے موضوع کے حوالہ سے آپ حضرات کے سامنے کھولنا چاہتے ہیں اس کے سوا ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں غور فرمائے کہ

(۱) آج کل وہابی چاند رات سے نماز تراویح شروع کرتے ہیں حالانکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ساری ظاہری حیات طیبہ میں ایک مرتبہ بھی چاند رات سے نماز تراویح کی جماعت شروع نہ فرمائی

(۲) وہابی سارا رمضان المبارک ہر سال تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں حالانکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک سال رمضان شریف کے آخری عشرے میں صرف تین تراویح کی جماعت کروائی

(۳) وہابی رمضان شریف نماز عشاء کے فوراً بعد ہمیشہ نماز تراویح ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ خود وہابیہ کے مولوی عبدالقادر

حصاروی لکھتے ہیں، کہ نماز عشاء کے بعد تراویح جماعت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرنا جیسا کہ عام طور پر مروج ہے نہ تعامل نبوی سے ثابت ہے نہ تعامل خلفائے اربعہ سے اس لیے یہ سنت جائز ہے۔ (صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ)

(۴) وہابی سارا رمضان المبارک مسجد میں تراویح با جماعت ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ ہرگز یہ سنت نبوی سے ثابت نہیں، خود وہابی مولوی حصاروی نے لکھا ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ عشاء کے بعد ہمیشہ نماز تراویح پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔ سنت موکدہ نہیں، بلکہ سنت نبوی تو کجا سنت خلفائے اربعہ بھی نہیں۔ (صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان المبارک)

(۵) وہابی نماز تراویح با جماعت میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں حالانکہ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

(۶) وہابی تراویح میں قرآن مجید کے نسخہ سے دیکھ کر قرآن مجید پڑھتے ہیں ورق گردانی بھی کرتے ہیں رکوع کرتے وقت نیچے رکھ دیتے ہیں یہ عمل بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) وہابی نماز تراویح کے بعد سو جاتے ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں عبادت زیادہ کثرت سے کرتے تھے اور راتوں کو قیام کرتے تھے وہابیوں کا تراویح کے بعد سونا بھی سنت نبوی سے ثابت نہیں۔

(۸) وہابی رمضان المبارک کی آخری راتوں میں اپنی بیویوں کو عبادت کے لیے بیدار نہیں کرتے حالانکہ ان کا یہ عمل بھی سنت سے ثابت نہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں اپنی ازواج مطہرات کو بھی بیدار کر رکھتے تھے۔

وہابی آٹھ تراویح پر عموماً چیلنج بازی کرتے ہیں اس پر رسال واشتہار چھپاتے ہیں ایسا کرنا بھی یقیناً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

ماخذ و مراجع کتب

۱۔ قرآن مجید
۲۔ ترجمہ کنز الایمان
۳۔ الاحکام القرآن
۴۔ تفسیر روح البیانی
۵۔ تفسیر فتوحات الہیہ
۶۔ تفسیر روح المعانی
۷۔ تفسیر مظہری
۸۔ تفسیر ابن کثیر
۹۔ تفسیر نعیمی
۱۰۔ صحیح بخاری
۱۱۔ صحیح مسلم
۱۲۔ جامع ترمذی
۱۳۔ سنن نسائی
۱۴۔ سنن ابوداؤد
۱۵۔ سنن ابوداود
۱۶۔ سنن ابن ماجہ
۱۷۔ مشکوٰۃ المصابیح
۱۸۔ صحیح ابن حبان
۱۹۔ صحیح ابن خزیمہ
۲۰۔ سنن دارمی
۲۱۔ سنن کبریٰ بیہقی
۲۲۔ مسند امام احمد
۲۳۔ مسند الفردوس
۲۴۔ طبرانی شریف
۲۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ
۲۶۔ مصنف عبدالرزاق
۲۷۔ مختصر قیام اللیل
۲۸۔ معرفۃ السنن والآثار
۲۹۔ فتح الباری
۳۰۔ تلخیص الحبیر
۳۱۔ ارشادالساری
۳۲۔ عمدۃ القاری
۳۳۔ زرقانی شرح مؤطا
۳۴۔ مجمع الزوائد
۳۵۔ کنز العمال
۳۶۔ آثار السنن

۳۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی
۳۸۔ کشف الغمہ
۳۹۔ میزان الکبریٰ
۴۰۔ نزہتہ المجالس
۴۱۔ روضتہ الواعظین
۴۲۔ الوفا
۴۳۔ موطا امام محمد
۴۴۔ موطا امام مالک
۴۵۔ فتاویٰ عزیزی
۴۶۔ مسند عبد بن حمید
۴۷۔ اشعتہ اللمعات
۴۸۔ ماثبت بالسنتہ
۴۹۔ تاریخ جرجان
۵۰۔ سیر اعلام النبلاء
۵۱۔ شرح المہذب
۵۲۔ التمہید
۵۳۔ مسند امام زید
۵۴۔ انارۃ المصابیح
۵۵۔ مرقاۃ المفاتیح
۵۶۔ اتحاف السادۃ المتقین
۵۷۔ کتاب الآثار لامام محمد
۵۸۔ کتاب الآثار لامام ابو یوسف
۵۹۔ الحاوی للفتاوی
۶۰۔ کتاب الاذکار
۶۱۔ احیار العلوم الدین
۶۲۔ حجتہ اللہ البالغہ
۶۳۔ طبقات الشافعیتہ الکبریٰ
۶۴۔ شرح مسلم نووی
۶۵۔ المدخل
۶۶۔ ھدی الساری
۶۷۔ میزان الاعتدال
۶۸۔ تہذیب التہذیب
۶۹۔ اکمال فی اسماء الرجال
۷۰۔ تہذیب الکمال
۷۱۔ تذکرۃ الحفاظ
۷۲۔ کتاب المجروحین
۷۳۔ تنزیہہ الشریعتہ
۷۴۔ البدایہ والنہایہ
۷۵۔ لسان العرب
۷۶۔ المفردات

۷۷۔ درمختار
۷۸۔ ردالمحتار
۷۹۔ ہدایہ شریف
۸۰۔ فتاوی عالمگیری
۸۱۔ فتاوی قاضی خان
۸۲۔ البدائع الصنائع
۸۳۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح
۸۴۔ کبیری
۸۵۔ فتح القدیر
۸۶۔ الکفایہ
۸۷۔ المبسوط
۸۸۔ بحرالرائق
۸۹۔ شرح نقایہ
۹۰۔ عمدۃ الرعایہ
۹۱۔ تحفۃ الاخیار
۹۲۔ مجموعۃ الفتاویٰ
۹۳۔ المغنی
۹۴۔ حاشیہ ہدایہ
۹۵۔ بدایۃ المجتہد
۹۶۔ مختصر المزنی
۹۷۔ کتاب الام
۹۸۔ مدونۃ الکبریٰ
۹۹۔ مجدد اسلام
۱۰۰۔ حیات اعلی حضرت
۱۰۱۔ العروس المطار
۱۰۲۔ فتاوی رضویہ
۱۰۳۔ فتاوی حامدیہ
۱۰۴۔ فتاوی مصطفویہ
۱۰۵۔ فتاوی حزب الاحناف
۱۰۶۔ فتاوی اجملیہ
۱۰۷۔ فتاویٰ فیض الرسول
۱۰۸۔ بہار شریعت
۱۰۹۔ غنیۃ الطالبین عربی
۱۱۰۔ غنیۃ الطابین
۱۱۱۔ جامع المسانید والسنن ابن کثیر

کتب شیعہ

۱۱۲۔ فروع کافی
۱۱۳۔ الاسبصار

۱۱۴۔ شرح نہج البلاغہ ابن حدید
۱۱۵۔ من یا یحضرہ الفقیہ

کتب وہابیہ

۱۱۶۔ فتاویٰ علمائے حدیث
۱۱۷۔ فتاوی ثنائیہ
۱۱۸۔ فتاوی اہل حدیث
۱۱۹۔ فتاوی سلفیہ
۱۲۰۔ فتاوی ابن تیمیہ
۱۲۱۔ فتاوی محمد بن عبدالوھاب نجدی
۱۲۲۔ منہاج السنتہ
۱۲۳۔ عون الباری
۱۲۴۔ مسک الختام
۱۲۵۔ الحطہ فی ذکر الصحاح السنتہ
۱۲۶۔ بدور الاھلتہ
۱۲۷۔ ہدایۃ السائل
۱۲۸۔ الانتقاد الرجیح
۱۲۹۔ ابجد العلوم
۱۳۰۔ ترجمان وہابیہ
۱۳۱۔ رسالہ کبھاول پوری
۱۳۲۔ اہل حدیث کا مذہب
۱۳۳۔ نیل الاوطار
۱۳۴۔ تحفتہ الاحوذی
۱۳۵۔ تاریخ اہل حدیث
۱۳۶۔ الحیات بعد المھات
۱۳۷۔ رسالہ تراویح (قلعوی)
۱۳۸۔ سیرت ثنائی
۱۳۹۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک
۱۴۰۔ محامد الاسلام
۱۴۱۔ عرف الجادی
۱۴۲۔ ترجمہ موطا امام مالک
۱۴۳۔ کنز الحقائق
۱۴۴۔ نزل الابرار
۱۴۵۔ تحقیق تراویح
۱۴۶۔ ھدی النبوی الصحیح
۱۴۷۔ التراویح اکثر من الف عام
۱۴۸۔ رسالہ تراویح الانصاری
۱۴۹۔ زاد المعاد
۱۵۰۔ سیرت البخاری
۱۵۱۔ صلوۃ الرسول

۱۵۲۔ اہل حدیث کے امتیازی مسائل
۱۵۳۔ القول المقبول
۱۵۴۔ رکعات تراویح
۱۵۵۔ تعداد تراویح
۱۵۶۔ صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان ۱۳۹۲
۱۵۷۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ نومبر ۲۰۰۲ء
۱۵۸۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲ مارچ ۱۹۹۲ء
۱۵۹۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۰۸ء
۱۶۰۔ توضیح الکلام
۱۶۱۔ طریق محمدی
۱۶۲۔ سراج محمدی
۱۶۳۔ المحلی بالآثار
۱۶۴۔ الجوہر النقی
۱۶۵۔ تہذیب الکمال
۱۶۶۔ طبقات المحدثین
۱۶۷۔ مجمع البحرین
۱۶۸۔ کامل ابن عدی
۱۶۹۔ الضعفاء والمتروکین لابن جوزی
۱۷۰۔ الضعفاء والمتروکون للنسائی
۱۷۱۔ المغنی فی الضعفاء
۱۷۲۔ تحفۃ اللطیفۃ للسخاوی
۱۷۳۔ کتاب الجرح والتعدیل
۱۷۴۔ سنن کبریٰ للنسائی
۱۷۵۔ البنایہ شرح ہدایہ
۱۷۶۔ شرح سفر السعادت
۱۷۷۔ مشکل الآثار
۱۷۸۔ نصب الرایہ

..................☆☆☆..................

الصحيفة الصحيحة

صحیفہ ہمام بن منبہ

تذکرہ سید الشہداء

سیدنا امیر حمزہ

نورانی حکایات

فلسفہ عقل و حماقت

مع

تذکرۃ الغافلین